ماهنامه

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۹	شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ ۔ ستمبر ۲۰۰۵ء	جلد : ۱۳

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلیٰ

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے	بدلِ اشتراک
دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور	پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے
فون نمبرات	سعودی عرب، متحدہ عرب امارات......سالانہ ۵۰ ریال
جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311	بھارت، بنگلہ دیش................سالانہ ۱۲ امریکی ڈالر
خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310	برطانیہ، افریقہ........................سالانہ ۱۴ ڈالر
فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662	امریکہ................................سالانہ ۱۶ ڈالر
رہائش "بیت الحمد" : 092 - 42 - 7726702	جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس
موبائل : 092- 333 - 4249301	E-mail: jmj786_56@hotmail.com

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

کمپیوٹر کمپوزنگ و تزئین : محمد صفدر خوشنویس و ڈاکٹر محمد امجد

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
عظمتِ قرآنِ کریم	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۰
شبِ براءت.....فضائل ومسائل	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۲۰
شخصیت وخدمات مولانا حامد میاںؒ	حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب	۲۶
لندن دھماکے اور دینی مدارس	حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب	۳۴
طلاق....ایک ناخوشگوار ضرورت	حضرت مولانا مفتی محمد زید مظاہری صاحب	۳۷
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۲
حضرت فریدالدین عطارؒ	جناب محمد عرفان شجاع صاحب	۴۴
وفیات		۵۳
تنقید وتقریظ		۵۶
عالمی خبریں		۶۱
اخبار الجامعہ		۶۳

آپ کی مدتِ خریداری ماہ .... ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ............روپے جلد اِرسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد !

گزشتہ ماہ راقم کا بلتستان کے سفر پر جانے کا اتفاق ہوا، بلتستان سکردو اور گانچھے نامی دو ضلعوں پر مشتمل پاکستان کا خوبصورت شمالی علاقہ ہے جو سیاچن تک پھیلا ہوا ہے، یہاں شیعہ اور نوربخشی بڑی اکثریت میں ہیں جبکہ اہلِ سنت بہت تھوڑی تعداد میں ہیں۔ چند ماہ قبل شیعہ لیڈر آغا ضیاالدین غالبًا گلگت میں قتل کر دیے گئے، اُس موقعہ پر احتجاجی مظاہروں اور گھیراؤ جلاؤ کے واقعات نے بلتستان جیسے پُر امن خطہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا، نتیجتًا سکردو میں اور گانچھے کے صدر مقام ''خپلو'' میں اہلِ سنت کے دینی مراکز و مدارس کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ جانی نقصان تو نہ ہوا مگر مالی نقصان بہت زیادہ ہوگیا۔ اگر حکومت کی جانب سے اُس وقت ضروری حفاظتی اقدامات کر لیے جاتے تو اس صورت حال پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا تھا اور یہ افسوسناک واقعات پیش نہ آتے۔

ارضِ بلتستان کے علماء کی بڑی اکثریت جامعہ مدنیہ سے فیض حاصل کرنے والوں پر مشتمل ہے جامعہ اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو کے صدر مدرس مولانا عبدالرحمٰن صاحب ہیں جو حضرت اقدس بانی جامعہ مدنیہ جدید کے پرانے شاگردوں میں سے ہیں، پورے بلتستان میں سرگرم عمل ہیں اور بہت باکمال انسان ہیں۔ یہ اور ان کے رفقاء بہت جوانمردی سے دینِ متین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

اِس خطہ کی تصویر کا دوسرا تشویشناک رُخ یہ ہے کہ یہاں عیسائی اور آغا خانی این جی اوز کی یلغار ہے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی اِن کے کئی کئی اسکول اور شفا خانے ہیں، لوگوں کی غربت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہ ادارے عیسائیت اور آغا خانیت کا پرچار کررہے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو بے حیائی اور عیاشی کے مواقع بھی فراہم کرتے ہیں۔ لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کے لیے غیر محسوس نفسیاتی حربے استعمال کرتے ہیں مثال کے طور پر غالباً ''چپلو'' کے علاقہ میں ایک عیسائیوں کا ہسپتال ہے اِس میں مریض قطار میں کھڑے تھے اور ایک ''نَن'' (NUN) اُن کے قریب ٹہل رہی تھی۔ اِس دوران ایک خودساختہ مریضہ اُس کے پاس آکر اُسے کہتی ہے کہ مجھے جلدی ہے یا میں بہت مجبور ہوں لہٰذا مجھے ترجیحی طور پر پہلے ڈاکٹر کے پاس جانے دیا جائے تو وہ ''نن'' بہت عیاری سے کام لیتے ہوئے آس پاس کی عورتوں کو سناتے ہوئے کہتی ہے کہ ''بھئی ہم مسلمان نہیں ہیں تم کو قطار میں لگنا ہوگا'' اور اس جملہ کو بار بار دہراتی رہتی ہے۔ اسی طرح کے اور بہت سے طریقے اسلام سے متنفر کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں حالانکہ وہ یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ ''بھئی ہم عیسائی ہیں یا آغا خانی ہیں اس لیے تم کو قطار میں لگنا ہوگا'' مگر اِن غیر مسلم مشنریوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ اسلام کی طرف نہ جانے پائیں اور اسلام اور مسلمانوں سے متنفر ہیں، چاہے وہ عیسائیت اور آغا خانیت اختیار کریں یا نہ کریں، تب بھی تو وہ اس قسم کا منفی اسلوب اختیار کرتیں ہیں۔ بہت افسوس کا مقام ہے کہ ہماری حکومت فرقہ واریت کے خلاف اقدامات کا دعوٰی تو کرتی ہے مگر اس کو اِن این جی اوز کی اسلام دُشمنی اور منفی طرزِ عمل نظر نہیں آرہا ہے بلکہ اِن کو مراعات دے کر کھلی چھٹی دے دی جاتی ہے کہ ملک میں جہاں چاہیں اور جس طرح چاہیں اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھیں۔

اس واقعہ میں جہاں اِن مشنریوں کی اسلام دشمنی عیاں ہورہی ہے وہیں دوسری طرف مسلمانوں کے منہ پر طمانچہ بھی ہے کہ اُن کے اپنے طرزِ عمل کی وجہ سے اسلام دشمنوں کو یہ موقع ملا ہے کہ وہ اسلام کو بدنام کریں۔ خود مسلمان فی الوقت بدعملی اور بدنظمی میں اِس قدر مبتلا ہیں کہ جس کی کوئی انتہاء نہیں ہے، حالانکہ نبی علیہ السلام نے نظم ونسق اور وقار کو اختیار کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے۔ ایک بار کچھ حضرات دور سے آپ ﷺ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے، مدینہ منورہ پہنچتے ہی سب حضرات اپنے جانوروں اور سامان کو سنبھالے بغیر زیارت کے اشتیاق میں جلدی سے مسجد نبوی میں آکر زیارت سے مشرف ہوئے، مگر ان میں ایک صحابی ایسے تھے جنھوں نے اپنے جانور اور سامان کو سنبھالا اور پھر غسل وغیرہ کیا اور صاف کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر حاضر خدمت

ہوئے۔ نبی علیہ السلام نے اِن کے اِس عمل کو پسند فرماتے ہوئے بہت سراہا اور تعریفی کلمات ارشاد فرمائے۔

اِسی طرح نماز جو عبادات میں سب سے اعلیٰ درجہ کا عمل ہے اس میں نبی علیہ السلام نے جلدی جلدی پڑھنے کو ناپسند فرمایا اور اطمینان کو ضروری قرار دیا۔ جماعت میں شامل ہونے کے لیے دوڑ لگا کر امام کے ساتھ شامل ہونے کو بھی ناپسند فرمایا بلکہ یہ ہدایت فرمائی کہ تم پر سکون واطمینان لازم ہے، دوڑتے ہوئے مت آؤ۔ اِن ہدایات کے باوجود موجودہ دَور میں مسلمانوں کا طرزِ عمل واقعی شرمناک ہے، بدانتظامی اور قانون شکنی کو ایک ہنر اور فخر کی چیز سمجھا جاتا ہے جبکہ کفار اِن معاملات میں اسلام کی بتلائی ہوئی ہدایات پر عمل کر کے اِس سے دُنیاوی فوائد حاصل کر رہے ہیں اور مسلمان اِن سے رُوگردانی کر کے ہر میدان میں محرومیوں کا شکار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرماتے ہوئے کفر کے شر سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر شام 5:30 بمقام 537-A فیصل ٹاؤن نزد جناح ہسپتال مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ (ادارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

نبی علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں فرق

قرآن اور رمضان۔قرآن اور قلبی سکون۔تلاوت اور فرشتوں کا نزول

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

کیسٹ نمبر 47 سائیڈ اے (۲۴۔۵۔۱۹۸۵)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

آقائے نامدار ﷺ نے قرآن پاک کی فضیلت بیان فرمائی کہ اور انبیاء کرام کو مختلف معجزات دیئے گئے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ ''قرآن پاک'' ہے تو مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے ایسا انداز ہوتا ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے۔ اِس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ پہلے انبیاء کرام کی یہ صورت ہوئی کہ انھیں جو معجزات دیئے گئے وہ ایسے تھے جو اُن کی حیات تک رہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دستِ مبارک روشن ہو جانا، اسی طرح عصاء میں یہ تبدیلی آجانا کہ سانپ بن جائے، یہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ جب تک حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اِس دنیا میں تشریف فرما رہے یہ چیزیں بھی رہیں، پھر آپ کے اِس دُنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد وہ باتیں ختم ہوگئیں تو اُن کے معجزات کا تعلق اُن کی حیاتِ دُنیوی کے ساتھ رہا۔ جب تک وہ یہاں رہے تو یہ بات ہوئی اور جب وہ اِس دنیا سے رخصت ہوئے تو معجزات ساتھ ساتھ ختم ہوگئے۔

قرآن.....سب بڑا معجزہ :

آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ ''قرآن پاک'' ہے اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کہ میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن، کیونکہ میرا معجزہ میرے بعد بھی قائم رہے گا۔ لہٰذا آج بھی قائم ہے اور اِس کا قائم رہنا خود معجزہ ہے، بہت تعجب کی بات ہے کہ اس میں کسی بھی جگہ کوئی تغیر نہیں آیا، لفظ تو بڑی بات ہے کسی حرف کا تغیر بھی نہیں آیا۔ سب کے سب بالکل محفوظ اُسی طرح، اور پوری دنیا میں۔

قرآن اور رمضان :

قرآن پاک کا جوڑ رمضان شریف سے خاص طور پر ہے بہت زیادہ، نزول بھی اِس کا رمضان شریف میں شروع ہوا ہے۔ رمضان ہی میں قرآن پاک کا آقائے نامدار ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دَور فرماتے تھے حتّٰی کہ جس سال آپ دُنیا سے رُخصت ہوئے اُس سال آپ نے دومرتبہ دَور کیا ہے جبرئیل امین علیہ السلام سے، اور اس سے آپ نے اندازہ لگایا ہے کہ شاید میں اب دُنیا سے رخصت ہونے لگا ہوں۔

قرآن پاک سے قلبی سکون :

قرآن پاک کی تلاوت سے سکون ہوتا ہے ایک طرح کا، اور اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ ہیں اِس قسم کے اور کیفیات ہیں اِس قسم کی جو انسان کے قلب پر وارد ہوتی ہیں اور انسان انہیں محسوس کرتا ہے جیسے آدمی بیمار ہو تو بیماری محسوس کرتا ہے، صحت مند ہو تو صحت محسوس کرتا ہے، غمگین ہو تو غم محسوس کرتا ہے خوش ہو تو سرور محسوس کرتا ہے، تو یہ وجدانیات ہیں اور دُنیا میں کوئی عقلمند اِن کا انکار نہیں کرتا نہ حکیم نہ ڈاکٹر نہ کوئی اور۔ تو قرآن پاک کی تلاوت میں ایک تاثیر خاص اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے وہ ہے سکون۔ وہ کبھی کبھی متشکل بھی ہوسکتا ہے، جتنے عمل ہیں ہمارے نماز روزہ وغیرہ اِن سب کو اللہ کے یہاں ایک خاص شکل دے دی جاتی ہے۔

قرآن کی تلاوت اور فرشتوں کا اُترنا :

اسی طرح سے انسان جب قرآن پاک کی تلاوت کرے تو ملائکہ (سکینہ والے) اُتریں اُن کے وجود کا احساس نظروں سے ہوجائے یہ بھی ہوسکتا ہے، چنانچہ یہاں پر آرہا ہے یہ کہ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

باکرامت صحابی ہیں، اِن کی کرامتیں آتی ہیں حدیثوں میں، وہ پڑھ رہے تھے سورہ بقرہ اور گھوڑا اُن کا بندھا ہوا تھا پاس ہی۔ لیکن اچانک گھوڑا جو تھا وہ چکر کاٹنے لگا جیسے پریشان ہو رہا ہو، انھوں نے سوچا کہ یہ کیا بات ہوئی ہے اسے اور پڑھتے پڑھتے رُک گئے تو وہ گھوڑا جو تھا وہ بھی سکون سے ہوگیا، جب پڑھنا شروع کیا تو وہ پھر اسی طرح گھوڑا بے چین ہونے لگا.........تو وہ پھر خاموش ہو گئے اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتْ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ .

یہ واقعہ بتلاتے ہیں ایسے کہ پھر پڑھا پھر اسی طرح ہوا تو پھر یہ اُٹھے یا پڑھنے سے ہٹ گئے، پڑھنا بند کردیا آپ نے۔ اور قریب میں ان کے گھوڑے کے پاس اِن کا بیٹا پڑا ہوا تھا، یحیٰی اُس کا نام تھا وہ سو ہی رہا ہوگا بظاہر، انھیں اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ گھوڑا اَبگڑے اور اِس کے کسی طرح سے چوٹ لگ جائے یا لات مار دے کچھ اور ہو جائے۔ جب اس بچے کو اُٹھا کر وہ ہٹانے لگے تو آسمان کی طرف نظر پڑی اِن کی، تو دیکھا ایسے جیسے کوئی چیز سائے کیے ہوئے ہوتی ہو مِثْلُ الظُّلَّةِ اور اس میں ایسے روشنی جیسے چراغ اَمْثَالَ الْمَصَابِيْحِ تو ایسے ہو جیسے ایک بدلی ہو چھوٹی سی اُس میں چراغ چمک رہے ہوں روشن۔ یہ انھوں نے دیکھا اور صبح کو پھر جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، کوئی اور تو یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ کیا چیز تھی سوائے اس کے اللہ تعالیٰ کے رسول اور اولیاء کرام وہ ایسی چیزوں اور اُن کی حقیقت پوری طرح سمجھ سکیں تو سمجھ سکیں۔ آپ نے یہ سنا تو فرمایا اِقْرَأْ اِبْنَ حُضَيْرٍ اِقْرَأْ اِبْنَ حُضَيْرٍ پڑھو پڑھو ابن حضیر پڑھتے رہو پڑھتے رہو۔ تو عرض کرنے لگے کہ میں نے کہا اَشْفَقْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ تَطَاءَ يَحْيٰى مجھے تو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ بچہ یحیٰی جو تھا یہ اُس کے قریب ہی تھا اِس کو وہ پاؤں سے نہ روندھ دے، پاؤں لگ جائے کھر لگ جائے۔ تو میں تو پیچھے ہٹا اور ایسے میں نے دیکھا۔ اور میں باہر ہی رہا حتّٰی کہ یہ ہوا کہ وہ غائب ہوگئی چیز۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وَتَدْرِىْ مَاذَاكَ پتہ ہے کہ وہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا نہیں۔ فرمایا تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ یہ فرشتے تھے تمہاری آواز کی وجہ سے قریب آئے تھے وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا يَتَوَارٰى مِنْهُمْ [1] اور اگر تم پڑھتے ہی رہتے تو پھر یہ ہوجاتا کہ وہ بالکل پاس آجاتے۔ تم اُنھیں دیکھ سکتے تھے اور تم ہی نہیں بلکہ لوگ بھی دیکھ سکتے تھے لَا يَتَوَارٰى مِنْهُمْ تم سے وہ پوشیدہ نہ رہتے بلکہ سب کو نظر آتے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۸۴

یہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکات اور سکینہ کا نزول ان صحابی نے اپنے آپ محسوس کیا اور اس کو دیکھا۔ اگر محسوس نہ بھی ہو کسی کو تو اتنا تو محسوس ضرور ہی ہوگا کہ طبیعت میں سکون کچھ نہ کچھ آئے گا۔ یہ نظر آنا تو بہت ہی بڑی بات ہے، ایک بہت مشکل کام ہے، عام نہیں ہے۔ اور خدا کی ایک خاص قسم کی عنایت ہے کہ کسی کو نظر آجائے۔ مگر جس چیز کے عام ہونے کی ضرورت ہے وہ وہی ہے کہ قلب سکون محسوس کرے، لہٰذا یہ عام ہے۔ اب جو مسلمان تلاوت کرے گا اُس پر اُس کے اثرات مرتب ضرور ہوں گے۔ قرآن پاک کی تلاوت کا جوڑ رمضان کے مبارک ایام سے بہت زیادہ ہے، تو اِس میں جتنا وقت زیادہ صرف کیا جا سکے ذکر تلاوت، استغفار، دُعائیں اور دُعائیں تو بہت زیادہ مانگی جائیں۔ بہت زیادہ ضرورت ہے دعا کی سب کے لیے، حکام کے لیے بھی مانگی جائیں، ملک کے لیے مانگی جائیں، جہاں اپنے لیے مانگیں اپنے حالات کے لیے مانگیں وہاں اِن کے لیے کہ خدا اِنھیں ٹھیک کرے اور ٹھیک رکھے، ہدایت دے بہتر راستوں پر چلائے، غلط راستوں سے بچائے۔ ورنہ آپ سن رہے ہیں دیکھ رہے ہیں کیا خراب ہوتا چلا جارہا ہے حال۔ خدا کی طرف بار بار رجوع میں بہت کمی ہے، وہ بہت زیادہ ہونا چاہیے، ہر انسان انفرادی طور پر تو کم از کم کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے اور اپنی رضا اور خیر و رحمتوں سے ہمیں دُنیا اور آخرت میں نوازے۔ آمین۔ اختتامی دُعا..........................

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (ادارہ)

سلسلہ نمبر۱۵

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

عظمتِ قرآنِ کریم بزبان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

﴿ نظرِ ثانی و عنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالٰی

اس موضوع پر مضامین لکھے جاتے رہے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ حسبِ توفیق چند احادیث جمع کر دوں جن سے قرآنِ کریم کی عظمت مفہوم ہوتی ہو۔

(۱) عَنْ عَطِیَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَامِنْ كَلَامٍ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ كَلَامِهٖ وَمَا رَدَّالْعِبَادُ اِلَى اللّٰهِ كَلَاماً اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ كَلَامِهٖ (سنن الدارمی ص ۴۴۰) (قلت . الحدیث مرسل)

''حضرت عطیہؒ بن قیسؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے کلام پاک سے بڑھ کر باعظمت کوئی کلام نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور بندوں کی طرف سے کوئی کلام اس کے کلام سے زیادہ محبوب و پسند نہیں پیش کیا جا سکتا''۔

یہ روایت سنن دارمی کی ہے جو حدیث کی معتبر کتاب ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے دارمی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کرا دیا جائے، کیونکہ اس مضمون میں صرف اُن کی اسی کتاب کی روایات دی گئی ہیں۔

امام دارمیؒ (عبداللہ بن عبدالرحمٰن سمرقندی دارمیؒ) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر گزرے ہیں، وہ امام بخاریؒ سے تیرہ سال بڑے تھے اس لیے ان کی ثُلاثیات کی تعداد امام بخاریؒ کی ثُلاثیات سے زیادہ ہے۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابوداوٗدؒ، ترمذیؒ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے صاحبزادے عبداللہ اِن کے شاگرد ہیں۔ اُن کی وفات ۲۵۵ھ میں امام بخاریؒ کی وفات سے ایک سال قبل ہوئی، مرو میں مدفون ہیں۔ (جو آج کل رُوس میں ہے)

امام بخاریؒ کو جب اُن کی وفات کی خبر پہنچی تو سر جھکا لیا، پھر سر اُٹھا کر اِنَّا للہ پڑھی، اُن کے آنسو رُخساروں پر بہہ آئے اور یہ شعر پڑھا۔

اِنْ تَبْقَ تَفْجَعْ بِالْاَحِبَّةِ کُلِّهِمْ وَفَنَاءُ نَفْسِكَ لَا اَبَالَكَ اَفْجَعُ

اگر تم زندہ رہے تو سارے دوستوں کے غمِ فراق کا دُکھ اُٹھاؤ گے اور خود اپنی فناء زیادہ پریشان کُن اور تکلیف دہ چیز ہے۔

امام بخاریؒ کی عادت نہ تھی کہ وہ شعر پڑھیں۔ صرف وہ اشعار جو حدیثوں میں آئے ہیں پڑھتے تھے۔ سنن دارمی کو بہت سے علماء نے صحاح ستہ میں چھٹا درجہ دیا ہے۔

(۲) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَؓ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْماً خَطِیْباً فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبَهٗ وَاِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِیْهِ الْهُدٰی وَالنُّوْرُ فَتَمَسَّكُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَخُذُوْابِهٖ فَحَثَّ عَلَیْهِ وَرَغَّبَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَیْتِیْ اُذَكِّرُ كُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ . ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . (سنن الدارمی ص ۴۳۲)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ حمد وثناء کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا فرستادہ آئے، تو میں اس کے بُلانے پر اس کے پاس چلا جاؤں، اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ان میں پہلی چیز ''کتاب اللہ'' ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے۔ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑے

رہو اور اس سے (اصول و مسائل) لیتے رہو۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے اُبھارا اور ترغیب دی، پھر ارشاد فرمایا، اور میرے ''اہلِ بیتؓ''، میں تم کو اہلِ بیتؓ کے بارے میں خدا تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں، تین بار ارشاد فرمایا''۔

(۳) عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ قَالَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ فَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ. (سنن دارمی ص ۴۴۱) قلت رواه مرسلا.

''حضرت شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی برتری اپنی مخلوق پر ویسی ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی برتری اپنی مخلوق پر ہے''۔

(۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ اَلْقُرْاٰنُ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ. (سنن الدارمی ص ۴۴۱)

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کو قرآن پاک آسمانوں اور زمین اور جو اِن میں رہتے ہیں اُن سب سے زیادہ محبوب ہے''۔

(۵) عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ اَنَّ نَافِعٌ بْنَ عَبْدِالْحَارِثِ لَقِیَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ اسْتَعْمَلَهٗ عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلٰى عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلٰى اَهْلِ الْوَادِیْ فَقَالَ نَافِعٌ اِسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمْ اِبْنَ اَبْزٰى فَقَالَ عُمَرُ وَمَنِ ابْنُ اَبْزٰى فَقَالَ مَوْلٰى مِنْ مَّوَالِيْنَا فَقَالَ عُمَرُ فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلٰى؟ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّهٗ لَقَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ . فَقَالَ عُمَرُ :اَمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَاماً وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ .(سنن الدارمی ص ۴۴۳)

''عامر بن واثلہؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عُسفان میں ملے۔ حضرت عمرؓ نے نافعؓ کو مکہ مکرمہ کا والی بنا رکھا

تھا۔(انہیں عُسفان میں دیکھ کر) دریافت فرمایا کہ اہلِ وادی (مکہ) پر کسے اپنا نائب مقرر کر کے آئے ہو۔نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن ابزٰی کو۔حضرت نے دریافت فرمایا اور ابن ابزٰی کون ہے؟ کہا ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک ہیں۔فرمایا تو کیا تم نے اپنے ایک آزاد کردہ غلام کو اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے؟ وہ عرض کرنے لگے، اے امیر المومنین !وہ کتاب اللہ کے قاری (عالم) ہیں (اور) فرائض جانتے ہیں۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واقعی جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اس کتاب سے بہت سے لوگوں کو سر بلندی نصیب فرمائے گا اور دوسروں کو زوال دے گا''۔

(۶) عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّتَکَ سَتَفْتِنُ مِنْ بَعْدِکَ قَالَ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَوْ سُئِلَ مَا الْمَخْرَجُ مِنْھَا قَالَ الْکِتَابُ الْعَزِیْزُ الَّذِیْ لَایَأْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ مَنِ ابْتَغَی الْھُدٰی فِیْ غَیْرِہٖ فَقَدْ اَضَلَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ وَلّٰی ھٰذَا الْاَمْرَمِنْ جَبَّارٍ فَحَکَمَ بِغَیْرِہٖ قَصَمَہُ اللّٰہُ ھُوَالذِّکْرُ الْحَکِیْمُ وَالنُّوْرُ الْمُبِیْنُ وَالصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ فِیْہِ خَبَرُمَنْ قَبْلَکُمْ وَنَبَأُ مَابَعْدَکُمْ وَحُکْمُ مَابَیْنَکُمْ وَھُوَ الْفَصْلُ لَیْسَ بِالْھَزْلِ وَھُوَالَّذِیْ سَمِعَتْہُ الْجِنُّ فَلَمْ تَتَنَاھَا اَنْ قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَھْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ وَلَا یَخْلِقُ عَنْ کَثْرَۃِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِیْ عِبَرُہٗ وَلَا تَفْنٰی عَجَائِبُہٗ ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ لِلْحَارِثِ خُذْھَا اِلَیْکَ یَا اَعْوَرُ . (سنن الدارمی ۴۳۶)

''حضرت حارث رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب ﷺ سے عرض کیا گیا کہ جناب کے بعد جناب کی اُمت فتنہ میں مبتلا ہو جائے گی۔فرماتے ہیں کہ اس ذکر کے بعد رُسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا یا آپ سے دریافت کیا گیا کہ فتنوں سے بچ نکلنے کی سبیل کیا ہوگی؟ ارشاد فرمایا کہ کتاب عزیز جس کے سامنے یا پس پشت باطل نہیں آتا۔اللہ پاک کی طرف سے نازل کردہ ہے جو حکیم وحمید ہے جو کتاب اللہ کے

احکام کو چھوڑ کر کہیں اور سے ہدایت کا طالب ہوگا، سمجھو کہ یقیناً ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نے گمراہی پر چلتا چھوڑ دیا ہے۔ اور جو جابر حکمران حکومت پر آجائے اور قرآن پاک کے احکام کو چھوڑ کر دوسرے احکام سے حکومت چلائے تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک و برباد کردے گا، یہ قرآن پاک ذکر حکیم ہے (حکمتوں والا کلام الٰہی ہے) اور واضح کردینے والا نور ہے۔ یہی (اس پر عمل کرنا) سیدھا راستہ ہے اس میں تم سے پہلے لوگوں کے حالات ہیں اور تمہارے بعد کے دَور کی خبریں ہیں اور تمہارے آپس میں کرنے کے فیصلے ہیں۔ یہ پکا فیصلہ کُن کلام ہے مذاق نہیں۔ یہی وہ کلام ہے کہ جسے جب جنات نے سُنا تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ ہم نے عجیب کلام پاک سنا ہے جو بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے۔ اور یہ کلام بار بار پڑھنے سے بھی پرانا نہیں لگتا۔ اس کے پڑھنے میں جو سبق حاصل ہوتے رہتے ہیں وہ کبھی ختم نہیں ہوتے اور اس کے عجائبات لافانی ہیں، پھر حضرت علیؓ نے حارث سے فرمایا: اے اعور! یہ حدیث لے (اور یاد رکھ)''۔

مفسرین قرآن کریم کے لیے سیّدنا فاروق اعظمؓ کا بتلایا ہوا زرّیں اصول :

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ كَلَامُ اللّٰهِ فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ مَاعَطَفْتُمُوْهُ عَلٰى اَهْوَائِكُمْ . (سنن الدارمی ص ۴۴۱)

''سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، تو اسے اپنی خواہش کے مطابق موڑ کر مطلب نکال کر اپنے کو دھوکہ میں نہ ڈالنا''۔

اہل باطل قرآن پاک کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہیں اس سے سب بچیں۔ تفسیر احادیث کی روشنی میں ہوا کرتی ہے، مفسرین کرام نے اُصول بھی مقرر فرمادیے ہیں اِن کی پابندی ضروری ہے۔

قرآن پاک پڑھنے پڑھانے اور قراءت سیکھنے سکھانے کی فضیلت کے لیے احادیث ملاحظہ فرمائیں :

(۷) عَنْ عَلِيٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ . (سنن الدارمی ص ۴۳۷ ج۲)

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں

بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن پاک سیکھیں اور سکھائیں''۔

(۸) عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ خَیْرَکُمْ مَنْ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اَوْتَعَلَّمَهٗ .

''حضرت سعد بن عبیدہؒ حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ سے، وہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ سے، اور وہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن پاک کی تعلیم دیں اور اس کی تعلیم حاصل کریں''۔

قَالَ اَقْرَأَ الْقُرْاٰنَ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ فِی اِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتّٰی کَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ ذَالِکَ اَقْعَدَنِیْ مَقْعَدِیْ هٰذَا.(سنن الدارمی الصفحة المذکورة)

''سعد بن عبیدہؒ فرماتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰنؒ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ امارت میں پڑھانا شروع کیا حتی کہ حجاج کا زمانہ آیا۔ فرماتے تھے کہ اسی (فضیلت) نے مجھے یہاں بٹھا رکھا ہے''۔

اس حدیث میں حضرت ابوعبدالرحمٰن سُلَمِی کا اسم گرامی آیا ہے۔ یہ نہایت عظیم المرتبت عالم تھے، مقدمہ نصب الرایہ میں ان کے بارے میں تحریر ہے :

''ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب السلمیؒ المتوفی ۷۴ھ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قرآنِ پاک سُنایا۔ قراءت میں حضرت علیؓ کے یہ بہترین شاگرد ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو صرف قرآن پاک کی تعلیم کے لیے وقف کر دیا تھا اور کوفہ کی مسجد میں چالیس سال پڑھاتے رہے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے اپنے والد ماجد کے حکم سے ان سے قراءت اخذ کی۔ اور امام عاصمؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قراءت ابوعبدالرحمٰن سے اخذ کی، وہی وہ قراءت ہے جو امام حفصؒ نے امام عاصمؒ سے روایت کی ہے اور قراءت عاصم دونوں طریقوں سے تمام طبقوں میں تواتر کے سب سے اعلیٰ درجہ کی ہے''۔

ابو عبدالرحمٰن السلمیؒ نے سیّدنا عثمان غنی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کو بھی قرآن پاک سُنایا تھا''۔(مقدمہ نصب الرایہ ص۳۱)

(۹) عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍؓ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَاَخَذَ بِيَدِیْ وَاَقْعَدَنِیْ هٰذَا الْمَقْعَدَ اُقْرِئُ . (سنن الدارمی ص ۴۳۷ ج ۲)

''حضرت عاصم بن بہدلہؒ حضرت مصعبؓ سے اور وہ اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن پاک کا علم حاصل کریں اور قرآن پاک سکھائیں''۔

عاصم بن بہدلہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مصعبؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اِس جگہ بٹھادیا کہ پڑھاؤں۔ امام عاصمؒ قراء کوفہ میں مشہور قاری ہیں۔ اُنہوں نے زِرِّ بن حبیش اور ابو عبدالرحمٰن السلمی سے علم قراءت حاصل کیا تھا۔(تہذیب التہذیب ص ۳۸ ج ۵)

کسی مسلمان کو ایسا نہ ہونا چاہیے کہ اسے قرآنِ پاک کچھ بھی نہ آتا ہو، اس حدیث پاک کو دیکھیے۔

(۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرَّجُلَ الَّذِیْ لَيْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْئٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ . (سنن الدارمی ۴۲۹ ج۲)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی جس کے اندر قرآن پاک میں سے کچھ بھی نہ ہو، وہ ویران گھر کی طرح ہے''۔

قرآن پاک کی بکثرت تلاوت کا ثواب ارشاد فرمایا گیا :

(۱۱) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَغَلَهٗ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ عَنْ مَسْاَلَتِیْ وَذِكْرِیْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ ثَوَابِ السَّآئِلِيْنَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰی سَآئِرِ خَلْقِهٖ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ . (سنن الدارمی ص۴۴۱)

''حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے قرآنِ پاک کی تلاوت نے اتنا مشغول کر دیا ہو کہ وہ مجھ سے مانگے

(مانگنے کا وقت بھی اُس کے پاس نہ رہا ہو۔) اور (دوسرے کلمات اور دُعاؤں سے) میرے ذکر کا وقت بھی (اُس کے پاس نہ بچتا ہو) تو میں اُسے مانگنے والوں سے (زیادہ اور) افضل ثواب دُوں گا، اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی برتری اس کی پوری مخلوق پر ایسی ہے جیسے ذاتِ حق تعالیٰ کی برتری اپنی مخلوق پر''۔

(۱۲) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِلّٰہِ اَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ قِیْلَ مَنْ ھُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَھْلُ الْقُرْاٰنِ ۔ (سنن الدارمی ص۴۳۳)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں اہلُ اللہ ہیں۔ دریافت کیا گیا اے اللہ کے سچے رُسول وہ لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا قرآنِ پاک والے''۔

بچوں کے قرآن پاک پڑھنے اور سیکھنے کی فضیلت جو صحابہ کرامؓ میں معروف تھی، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ذکر کردی جائے۔ ثابت بن عجلانؒ بیان فرماتے ہیں :

ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کَانَ یُقَالُ اِنَّ اللّٰہَ لَیُرِیْدُ الْعَذَابَ بِاَھْلِ الْاَرْضِ فَاِذَا سَمِعَ تَعْلِیْمَ الصِّبْیَانِ الْحِکْمَۃَ صَرَّفَ ذَالِکَ عَنْھُمْ قَالَ مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ یَعْنِیْ بِالْحِکْمَۃِ الْقُرْاٰنَ ۔ (سنن الدارمی ص۴۳۹)

''حضرت ثابت بن عجلان انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے بتلایا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ حق تعالیٰ اہلِ زمین کو عذاب میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں لیکن جب بچوں کے قرآنِ پاک پڑھنے کی طرف اُس کی صفتِ سمع متوجہ ہوتی ہے تو اُس عذاب کو اُن سے ٹال دیتا ہے''۔

ثابت بن عجلان انصاری حضرت انسؓ اور حضرت ابوامامہؓ کے شاگرد ہیں (تہذیب التہذیب ص۱۰ ج۲)

صحابۂ کرامؓ قرآنِ پاک کا اکرام کس طرح کرتے تھے، ملاحظہ ہو۔

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ عِکْرِمَۃَؓ بْنَ اَبِیْ جَھْلٍ کَانَ یَضَعُ الْمُصْحَفَ عَلٰی وَجْھِہٖ وَیَقُوْلُ کِتَابُ رَبِّیْ کِتَابُ رَبِّیْ ۔ (سنن الدارمی ص۴۴۰)

''ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ ابوجہل کے بیٹے حضرت عکرمہؓ قرآنِ پاک کو اپنے چہرہ پر رکھ لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ میرے ربّ کی کتاب ہے، یہ میرے ربّ کی کتاب ہے''۔

قرآنِ پاک دیکھ کر پڑھنا بہت سے اسلاف سے منقول ہے۔ بعض حضرات صبح شام دیکھ کر پڑھتے تھے اور بعض کسی اور وقت مثلاً ابن ابی لیلٰی صبح کو پڑھتے تھے۔

ثَابِتٍ قَالَ کَانَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی اِذَا صَلَّی الصُّبْحَ قَرَأَ الْمُصْحَفَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ وَکَانَ ثَابِتٌ یَفْعَلُہٗ . (سنن الدارمی ص ۴۴۰)

''حضرت ثابتؒ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی رحمۃ اللہ علیہ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو طلوع آفتاب تک مصحف میں (دیکھ کر) تلاوت کرتے رہتے تھے اور حضرت ثابتؒ بھی اسی طرح کرتے تھے''۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ نے ایک سو بیس صحابہ کرام کو پایا ہے اور قاضی بھی رہے ہیں۔ ابن اشعثؒ کے ساتھ ۸۳ھ میں بحری جنگ میں شہید ہوئے۔ (مقدمہ نصب الرایہ ص ۳۲)

معاذ اللہ کوئی شخص قرآن پاک یاد کر کے بُھلا دے تو یہ بہت بڑا گناہ اور محرومی ہے۔

(۱۳) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ بِئْسَمَا لِاَحَدِکُمْ اَنْ یَّقُوْلَ نَسِیْتُ اٰیَۃً مِّنْ کَیْتَ وَکَیْتَ بَلْ ھُوَ نُسِّیَ وَاسْتَذْکِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ اَسْرَعُ تَفَصِّیاً مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِھَا. (سنن الدارمی ص ۴۳۹)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا بہت بری بات ہے کہ تم میں سے کوئی یہ کہے کہ میں کوئی آیت فلاں فلاں مقام سے بھول گیا ہوں۔ (یہ نہیں ہوتا) بلکہ اُسے یہ بھلا دی گئی ہیں، اور قرآن پاک کو یاد کرتے ہی رہو، کیونکہ وہ لوگوں کے سینوں میں سے اس سے بھی زیادہ جلدی چلا جاتا ہے جیسے جانور باندھنے کی جگہ سے اگر اُسے نہ باندھا جائے تو نکل جاتا ہے''۔

(۱۴) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍؓ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ تَعَلَّمُوْا کِتَابَ

اَللّٰہِ وَتَعَاھَدُوْہُ اِقْتَنُوْہُ وَتَغَنَّوْا بِہٖ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْمَخَاضِ فِی الْعُقُلِ ۔ (سنن الدارمی ص ۴۳۹)

''حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کتاب اللہ سیکھو اس کا خیال رکھو، اسے (یادداشت میں) جمع رکھو اور اسے خوش الحانی سے پڑھو۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، وہ اس سے بھی زیادہ تیزی سے نکل جاتا ہے جیسے جننے والا تیار جانور اپنی رسیوں سے''۔

حدیث شریف میں '' تَغَنَّوْا بِہٖ'' کا جملہ آیا ہے اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں ایک تو یہ کہ خوش الحانی سے پڑھو، دوسری یہ کہ قرآن پاک کی وجہ سے مخلوق سے بے نیاز رہو۔

جو شخص قرآن پاک یاد کر کے بھلا دے اُس کے لیے شدید وعید آئی ہے، والعیاذ باللہ۔

(۱۵) عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَامِنْ رَجُلٍ یَتَعَلَّمُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ یَنْسَاہُ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَھُوَ اَجْذَمُ ۔ (سنن الدارمی ص ۴۳۷)

''حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی بھی قرآن پاک سیکھتا ہے پھر بھول جاتا ہے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے جُذام کی حالت میں ملے گا''۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نافرمانی اور معصیت سے بچائے۔ توفیق مرضیات اور اسلام پر استقامت بخشے، اپنی رضاء کاملہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

دل تو چاہتا تھا کہ چالیس احادیث ہوجاتیں۔ اسی لیے اس مضمون میں صرف احادیث اُن کے عنوانات اور ترجمہ پر اکتفاء کیا تھا لیکن مضمون بہت طویل ہوجاتا۔ خدا کرے کہ کسی وقت یہ ارادہ پورا ہوجائے۔

حامد میاں غفرلہٗ

۲۵ر جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ/۱۳/اپریل ۱۹۸۰ء

شبِ براءت..........فضائل و مسائل

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ماہِ شعبان کی فضیلت :

یوں تو ہر دن ہر مہینہ ہر سال ہی محترم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے مگر کچھ دن اور مہینے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص فضیلت عطا کی ہے اُن میں سے ایک مہینہ شعبان المعظم کا بھی ہے، اس مہینہ کی احادیثِ مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت اُسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا'' (مسند فردوس دیلمی)

حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ ﷺ یوں دُعا فرماتے : یا اللہ رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمارے لیے برکت فرما اور خیریت کے ساتھ ہم کو رمضان تک پہنچا''۔(ابن عساکر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''جناب رسول اللہ ﷺ (شعبان میں) اتنے زیادہ روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ اب آپ افطار نہ کریں گے اور کبھی آپ افطار کیے جاتے (یعنی روزے ہی نہ رکھتے) یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ اور میں نے آپ کو کسی مہینہ میں شعبان کے مہینے سے زیادہ (نفلی) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا''۔(بخاری و مسلم)

اس حدیث کے پیشِ نظر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے؟ تو اس کی وجہ بھی حدیث میں موجود ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اُسامہؓ نے ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو شعبان میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ''شعبان ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اس کی فضیلت سے غافل ہیں، اس مہینہ میں اللہ رب العلمین کے حضور میں لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں میری آرزو یہ ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو''۔(نسائی)

شبِ براءت کی فضیلت :

ماہِ شعبان المعظم میں ایک رات آتی ہے جو بڑی فضیلت والی رات ہے۔اس رات کے کئی نام ہیں :
(۱) لَیْلَۃُ الْبَرَاءَ ۃُ یعنی دوزخ سے بری ہونے کی رات (۲) لَیْلَۃُ الصَّكَ یعنی دستاویز والی رات (۳) لَیْلَۃُ الْمُبَارَكَۃُ یعنی برکتوں والی رات۔عُرفِ عام میں اسے'' شبِ براءت'' کہتے ہیں۔شب کے معنی فارسی زبان میں رات کے ہیں اور براءت عربی کالفظ ہے جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں۔یہ شعبان کی پندرہویں شب کو ہوتی ہے۔احادیثِ مبارکہ میں اس شب کی بڑی فضیلت آئی ہے،ایک حدیث میں آتا ہے کہ''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبیلۂ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں''(ترمذی وابن ماجہ)۔کہتے ہیں کہ عرب میں اس قبیلہ کے پاس تقریباً بیس ہزار بکریاں تھیں،اندازہ فرمائیے کہ بیس ہزار بکریوں کے کتنے بال ہوں گے؟اُن کا شمار کرنا بھی انسان کے بس کی بات نہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ اس رات میں اتنے لوگ دوزخ سے بری کیے جاتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ''جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ کیا کوئی بخشش کا طلب گار ہے کہ میں اُس کو بخش دُوں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسے رزق دُوں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اُسے (تکلیف) سے نجات دُوں، کیا کوئی ایسا ہے کیا کوئی ایسا ہے؟ غرض تمام رات اسی طرح دربار رہتا ہے اور عام بخشش کی بارش ہوتی رہتی ہے حتی کہ فجر ہو جاتی ہے(اور دربار برخاست ہوجاتا ہے)''۔(بیہقی)

شبِ براءت میں کیا ہوتا ہے؟ :

حضورِ انور ﷺ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :''تمہیں معلوم ہے شعبان کی اس (پندرہویں) شب میں کیا ہوتا ہے؟ اُنہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اس سال میں جتنے پیدا ہونیوالے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اس رات میں لکھ دیے جاتے ہیں اور اس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اُٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے''۔(بیہقی)

ایک اعتراض اور اُس کا جواب :

یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ روزی وغیرہ تو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے پھر اِس کا کیا مطلب کہ اِس شب میں انسان کو ملنے والی روزی لکھ دی جاتی ہے۔ اس اعتراض کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ اِس شب مذکورہ کاموں کی فہرست لوحِ محفوظ سے علیحدہ کر کے اُن فرشتوں کے سُپرد کر دی جاتی ہے جن کے ذمہ یہ کام ہیں۔ الغرض اس رات میں پورے سال کا حال قلمبند ہوتا ہے۔ رزق، بیماری، تنگی، راحت و آرام، دُکھ، تکلیف حتّٰی کہ ہر وہ شخص جو اِس سال پیدا ہونے یا مرنے والا ہو اُس کا وقت بھی اِسی شب میں لکھا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس مہینے کی پندرھویں شب میں مَلَکُ الموت (عزرائیل علیہ السلام) کو ایک رجسٹر دیا جاتا ہے اور حُکم دیا جاتا ہے کہ پورے سال میں مرنے والوں کے نام اس رجسٹر سے نقل کر لو۔ کوئی آدمی کھیتی باڑی کرتا ہے، کوئی نکاح کرتا ہے، کوئی کوٹھی اور بلڈنگ بنوانے میں مشغول ہے، مگر اُس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میرا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چُکا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا پندرھویں شب میں معمول :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ :

''ایک رات رسول اکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور لباس تبدیل فرمانے لگے لیکن پورا لباس اُتارا نہ تھا کہ پھر کھڑے ہو گئے اور لباس زیبِ تن فرمایا۔ اس پر مجھے سخت رشک آیا اور گمان ہوا کہ آپ میری کسی سوکن کے یہاں جا رہے ہیں۔ آپ کی روانگی کے بعد میں بھی پیچھے پیچھے چلی، یہاں تک کہ میں نے آپ کو ''بقیع غرقد'' (جنت البقیع) میں اِس حالت میں دیکھا کہ آپ مُسلمان مرد و زن اور شہداء کے لیے مغفرت طلب فرما رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ اللہ کے کام میں مشغول ہوں اور میں دُنیاوی کام میں لگی ہوئی ہوں، اس کے بعد میں لوٹ کر اپنے حجرہ میں آئی۔ میں لمبی لمبی سانس لے رہی تھی کہ اتنے میں آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا عائشہ کیا بات ہے سانس کیوں پُھول رہا ہے؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تشریف لا کر لباس تبدیل فرمانے لگے، ابھی لباس اُتارنے بھی نہ پائے تھے کہ دوبارہ لباس زیبِ تن کیا، اس پر مجھے رشک آیا اور خیال ہوا کہ آپ کسی اور زوجہ کے گھر تشریف لے جا رہے ہیں تا آنکہ میں نے آپ کو قبرستان میں دُعا میں مشغول دیکھا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ اور اُس

کا رسول تم پر کوئی ظلم وزیادتی کرے گا ؟ واقعہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اُنہوں نے کہا کہ آج شعبان کی پندرہویں شب ہے جس میں قبیلۂ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں اور مشرک، کینہ ور، قطع تعلقی کرنے والے، بدسلوک، غرور سے زمین پر لباس گھسیٹ کر چلنے والے، والدین کے نافرمان اور عادی شراب خور کی طرف اس شب نظرِ کرم نہیں فرماتے، اس کے بعد آپ نے لباس اُتارا اور فرمایا اے عائشہؓ شب بیداری کی اجازت ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان بصد شوق۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوگئے اور عبادت کرنے لگے۔ دورانِ نماز ایک بڑا لمبا سجدہ کیا جس پر مجھے آپ کی قبضِ رُوح کا گمان ہوا، میں اُٹھ کر آپ کو دیکھنے بھالنے لگی۔ میں نے آپ کے تلووں کو ہاتھ لگایا تو اُن میں حرکت تھی، اس پر مجھے خوشی ہوئی۔ میں نے آپ کو سجدہ میں یہ دُعا کرتے سُنا۔

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ
مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَآ اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

صبح کو میں نے آپ سے اِن دُعاؤں کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دُعاؤں کو یاد کرلو اور دوسروں کو بھی ان کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیلؑ نے مجھے یہ دُعائیں سکھائیں اور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں''۔(ماثبت بالسنۃ ص ۱۷۳)

شبِ براءت میں کن لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی ؟ :

بہت سی حدیثوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ کچھ بدنصیب لوگ ایسے ہیں کہ اس برکت والی رات میں بھی رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں اور اُن پر نظرِ عنایت نہیں ہوتی۔ ذیل میں ایسے بدقسمت لوگوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے تا کہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو : (۱) مُشرک (۲) جادُوگر (۳) کاہن و نجومی (۴) بغض اور کینہ رکھنے والا (۵) جلاّد (۶) ظُلم سے ٹیکس وصول کرنے والا (۷) باجا بجانے والا اور اُن میں مصروف رہنے والا (۸) جُوا کھیلنے والا (۹) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا (۱۰) زانی مرد وعورت (۱۱) والدین کا نافرمان (۱۲) شراب پینے والا اور اُس کا عادی (۱۳) رشتہ داروں اور مسلمان بھائی سے ناحق قطع تعلقی کرنے والا۔

یہ وہ بدقسمت لوگ ہیں جن کی اس بابرکت رات میں بھی بخشش نہیں ہوتی اور رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈالے اور غور وفکر کرے کہ کہیں اِن عیبوں میں

سے میرے اندر تو کوئی عیب اور بُرائی نہیں، اگر ہو تو اُس سے توبہ کرے اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرے، یہ خیال نہ کرے کہ میرے اتنے اور ایسے گناہ کیسے معاف ہوں گے یہ شیطانی خیال ہے۔

پندرہویں شعبان کے روزہ کا حُکم :

آنحضرت ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔خاص طور پر پندرہویں شب کے روزے کے متعلق حضرت علیؓ سے آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ''جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو قیام کرو (یعنی نمازیں پڑھو) اور (اگلے) دن کا روزہ رکھو''۔(ابن ماجہ)

شبِ براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کن کاموں سے بچنا چاہیے :

(۱) اِس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے۔(۲) قبرستان جانا اور مُسلمان مرد وزن کے لیے ایصالِ ثواب کرنا مستحب ہے۔(۳) اگلے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

اس شب میں صلوٰۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اور اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اور فرائض چھوٹ جائیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے قبرستان گئے تھے،اس لیے اکیلے جائیں اور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں۔عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔

بہتر ہے کہ شعبان کی ۱۳،۱۴اور۱۵ تینوں دن کے روزے رکھ لیے جائیں انہیں ''ایّامِ بِیض'' کہتے ہیں اور اِن دنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

اس شب میں آتش بازی ہرگز نہ کی جائے اس کا سخت گناہ ہے اور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔چراغاں نہ کیا جائے، کیونکہ اول تو یہ شریعت سے ثابت نہیں، دوسرے اس میں اسراف ہے.بہت سے لوگ اس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہو جاتے ہیں،شریعت سے اس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں۔بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہو کر شور وغوغا کرتے ہیں اس سے بچا جائے اس کا سخت گناہ ہے۔

بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دوسرے کو پتہ نہ چلے۔آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس شب میں اس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے،سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

شخصیت و خدمات حضرت مولانا سید حامد میاںؒ

﴿ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم ﴾

۲۶ رجون ۲۰۰۵ء کو بانی جامعہ مدنیہ قدیم و جدید محدثِ کبیر حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور آپ کی دینی و ملی خدمات کے حوالہ سے جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا جس میں علمائے اُمت اور زعمائے ملت نے حضرت بانیٔ جامعہ کی شخصیت اور خدمات پر روشنی ڈالی۔ اِس موقع پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم (امیر جمعیت علمائے اسلام) نے مفصل خطاب فرمایا۔ اس خطاب کو اس کی اہمیت کے پیش نظر نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی لَا سِیَّمَا عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتِمِ الْاَنْبِیَآءَ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنْ بِھَدْیِہٖ مُھْتَدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّاللّٰہَ شَیْئًا وَّسَیَجْزِی اللّٰہُ الشَّاکِرِیْنَ .

حضرات علمائے کرام بزرگانِ ملت طلباء عزیز میرے دوستو اور بھائیو! جامعہ مدنیہ میں حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کی یاد میں اِس جلسے کے انعقاد پر اور پھر اِس اجتماع میں اپنی شرکت پر خصوصی طور پر برادرِ مکرم حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب کا شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ اِس اجتماع کو قبول فرمائے۔ اس طرح کے اجتماعات کے انعقاد سے قومیں جماعتیں اور تحریکیں اپنے اکابر اپنے اسلاف اور اپنی تاریخ کو زندہ رکھا کرتی ہیں۔ اور آج جب یہاں اس اجتماع میں ہم اپنے مرحوم قائد اور اپنے امیر حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کا تذکرہ کرتے ہیں تو یہ ایک ذات کا تذکرہ نہیں ایک شخص کا تذکرہ نہیں ایک فرد کا تذکرہ نہیں بلکہ یہ ایک نظریہ کی تجدید ہوتی ہے، ایک عقیدے کا تذکرہ ہوتا ہے اور آنے والی نسلوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ ہماری تاریخ کیا ہے اور جو شخصیت آج ہمارا موضوع کلام ہے وہ کس نظریہ کا تسلسل ہے کس عقیدے کا تسلسل ہے کس تحریک کا تسلسل ہے

اور کس تاریخ کا تسلسل ہے، اسی سے تحریکات چلا پکڑتی ہیں، اُن کے اندر تازگی آتی ہے اُن کی تجدید ہوا کرتی ہے

قدیم تعلق :

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کا تذکرہ تو میں نے ملتان میں اپنے گھر ہی میں سنا، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا تعلق حضرت مولاناؒ کے ساتھ کچھ اِس طرح تھا کہ حضرت مولانا کے والد حضرت مولانا محمد میاں صاحب رحمہ اللہ وہ مفتی صاحب کے اُستاد تھے مُرادآباد میں اور دورانِ درس مولانا حامد میاں صاحبؒ مفتی صاحبؒ کے شاگرد بن گئے [1] اور یہ جو ایک اُستاد شاگرد کا رشتہ بن جاتا ہے اور پھر جمعیت علماء کے حوالے سے ایک نظریاتی وحدت بھی اُن کے درمیان آگئی تو آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خاندانی اعتبار سے ہمارا اِس خاندان سے کیا تعلق ہوسکتا ہے اور وہ کتنا گہرا تعلق ہوگا اس کے احساسات کتنے گہرے اور عمیق ہوں گے؟ اور جو خط محمود میاں بھائی نے اپنی گفتگو میں ذکر کیا یہ میری پیدائش سے پہلے کا ہے [2] اور مولانا مفتی صاحب رحمہ اللہ کی عمر ۳۵ سال کی ہوگی اُس وقت، لیکن ذاتی طور پر میرا تعارف حضرت مولانا کے ساتھ نہیں تھا براہِ راست تعارف نہیں تھا۔ جن دنوں میں میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں پڑھتا تھا منتہی طالب علم تھا، ہمارے علاقہ کے کچھ طلباء لاہور کے ایک مدرسہ میں پڑھتے تھے۔ تو میں جب کبھی لاہور آتا تھا تو وہاں اُن کے پاس ملنے چلا جاتا تھا رات بھی وہیں گزار لیتا تھا۔ اور جب مولانا حامد میاں صاحبؒ کے پاس یہاں حاضری دیتا تھا تو وہ مجھے فرماتے تھے کہ بھئی آپ کا مدرسہ یہ ہے آپ یہاں ٹھہرا کریں اور محمود بھائی بھی مجھے بڑی معصومیت سے کہتے تھے کہ آپ یہاں رہا کریں۔ اُس وقت مجھے اِس رشتہ اور اِس تعلق کی گہرائی کا اندازہ نہیں تھا اور مجھے علم نہیں تھا کہ مولانا حامد میاںؒ مجھے جس مدرسہ کے بارے میں کہتے تھے یہ آپ کا گھر ہے یہ آپ کا مدرسہ ہے آپ یہاں رہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میرا مسکن بن جائے گا پوری جماعت کا مسکن بن جائے گا مرکز بن جائے گا۔

حضرتؒ کی مجھ پر شفقتِ پدری :

جو حالات بھی آئے جن حالات کا تفصیلی تذکرہ ابھی ہوا کہ کس طرح مولانا حامد میاں صاحبؒ نے اس تعلق کو نبھایا اور میرے ساتھ ذاتی طور پر اُن کا تعلق ایک باپ کا سا تھا، جیسے ایک باپ ایسے وقت میں کسی کی سرپرستی کرتا ہے کسی کے لیے سایہ بنتا ہے ایک اولاد کے لیے سایہ بنتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں یہ وہ دن تھے جب

---

[1] گزشتہ ماہ کے شمارہ میں مولانا سید محمود میاں صاحب کے بیان میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ [2] ایضاً

جمعیت علمائے اسلام کو بچانے کی ضرورت تھی اور جب ہمارے لیے کسی مدرسے اور مسجد میں قدم رکھنا مشکل تھا تو حضرت مولانا نے جامعہ مدنیہ کو جمعیت علمائے اسلام کے لیے قدم گاہ بنایا۔

مقصود بالذات نظریہ ہوتا ہے :

اور ظاہر ہے غیر معمولی شخصیات یقیناً اہم ہوتی ہیں۔شخصیات کی اہمیت کا کبھی انکار نہیں ہوا کرتا لیکن مقصود بالذات اور سب سے زیادہ اہم وہ نظریہ ہوتا ہے وہ نصب العین ہوتا ہے جس کی حامل وہ شخصیت ہوا کرتی ہے کیونکہ شخص تو فانی ہے آج ہے کل نہیں ہے لیکن بقاء ودوام جس کو چاہیے اگر وہ شخصیت اُس عقیدہ اور نظریہ بقاء و دوام کے لیے اپنی زندگی میں استعمال کرتا ہے اور وہ عقیدہ اور نظریہ زندہ رہ جاتا ہے تو اُمت بھی زندہ ہے ہم بھی زندہ ہیں اور آپ سب بھی زندہ ہیں۔

مثال سے وضاحت :

چنانچہ آپ دیکھیں غزوہ اُحد کے موقع پر جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کی جماعت کو جو تکلیف ہوئی، ۷۲ صحابہ کرام شہید ہوئے۔حضور ﷺ خود زخمی ہوئے، پناہ گاہ میں بھی جانا پڑا اور افواہ پھیلا دی گئی کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو ظاہر ہے اِس پر ایک مختلف قسم کا ردِعمل آیا کچھ تو میدان میں ڈٹے رہے، کچھ نے تلواریں توڑ دیں اور بیٹھ گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس صورتِ حال پر صحابہ کرامؓ کو جھنجوڑا کہ نہیں اس طرح نہیں۔حضرت محمد ﷺ تو بس اللہ کے ایک پیغام رساں ہیں اور پہلے بھی پیغام رساں آئے اور چلے گئے تو اگر آج یہ شخصیت کسی وجہ سے آپ میں موجود نہ رہے تو کیا تم پھر اپنے مقصد سے پیچھے ہٹ جاؤ گے پسپائی اختیار کر جاؤ گے؟ اور یہ احساس دلایا کہ اپنی وابستگی جو ہے اُس مقصد سے رکھو اُس نصب العین سے رکھو جو میں نے آپ کو عطا کیا ہے اور پھر جب جنگ کا منظر انجام کو پہنچا اور کفار کی جماعت بظاہر اپنے آپ کو فاتح تصور کر رہی تھی کہ ہم نے اِن سے بدر کا بدلہ لے لیا ہے تو ابوسفیان جو اُس وقت لشکرِ کفار کا سالار تھا اُس نے آواز دی اَفِیْکُمْ مُحَمَّدٌ کیا تم میں محمد موجود ہیں (ﷺ) ؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جواب دیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لَا تُجِیْبُوْا جواب مت دو۔اب اس کا خیال ہوا کہ شاید یہ قیادت چلی گئی پھر اُس نے آواز دی۔اَفِیْکُمْ اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ تم میں ابوبکر موجود ہیں (رضی اللہ عنہ) ؟ صحابہ کرامؓ نے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ کیا جواب دیں۔فرمایا لَا تُجِیْبُوْا جواب مت دو۔اس کا خیال ہوا کہ جانشین بھی نہیں رہا۔پھر اس

نے آواز دی اَفِیْکُمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ کہ تم میں خطاب کا بیٹا عمر (رضی اللہ عنہ) زندہ ہے؟ اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تو رہا نہ گیا لیکن حضور ﷺ نے فرمایا لَا تُجِیْبُوْا جواب مت دو۔

اب جب یہ تین نعروں کا جواب اس کو نہ ملا تو اس کا اندازہ یہ ہوا کہ اب اِس جماعت کی قیادت نہیں رہی اور اس نے فاتحانہ انداز میں نعرہ لگایا اُعْلُ ھُبَلْ [1] ھبل زندہ باد۔ جب اُعْلُ ھُبَلْ کا نعرہ لگایا اور پھر صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا جواب دیں؟ تو فرمایا اب جواب دو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ پھر اس نے نعرہ لگایا لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ [2] پھر صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا جواب دیں؟ فرمایا اب جواب دو اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ.

اُمت کو سبق :

اب پہلے نعرہ کا جواب نہ دینا اور آخری نعروں کا جواب دے دینا، اِس سے ایک تعلیم ملتی ہے اُمت کو۔ ابتدا میں نہ اثبات کیا نہ نفی کی، اس سے ایک سبق ملا اور سبق یہ کہ شخصیات پر خاموش رہے اور جب عقیدہ کا سوال پیدا ہوا تو فوراً جواب دے دیا۔ اب یہ اُمت کو ایک درس ہے کہ آپ کی نظر اُس مقصد اور نصب العین پر رہنی چاہیے اور شخصیت یقیناً اس لحاظ سے اہم ہے کہ صلاحیتوں والا ہے ایک نظریہ کی قیادت کر رہا ہے اُمت کی قیادت کر رہا ہے راستہ بتلا رہا ہے۔ تو حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ اور اُن کے والد ماجد حضرت مولانا محمد میاں رحمہ اللہ جن کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ وہ جمعیت علماء ہند کے رُوحِ رواں تھے۔

آڑے وقت میں جماعت کی قیادت :

ایسے وقت میں کشتی کو سنبھالنا، ڈاواں ڈول کشتی کو اور ایسے وقت میں اس کو سنبھالا دینا یہ باکمال لوگ اور باصلاحیت لوگوں کی اعلیٰ علامت ہوتی ہے۔ اور پھر شخصی زندگی میں اُن کا تقوٰی اُن کی اتباعِ سنت اُن کی خشیتِ الٰہی، وہ اُن کے عمل میں نور اور برکت پیدا کرتی ہے۔ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ شب زندہ دار شخصیت تھی اور عشاء کے بعد کوئی ان کے ہاتھ نہ لگتا تو اچھا ہوتا جو لگ جاتا اُس کی خیر نہیں ہوتی صبح تک اُن کو جگائے رکھتے تھے۔ اور کئی راتیں اُن کے ساتھ اِس طرح کی ہماری گزری ہیں یہاں پر۔ تو ہم نیند آنے والے لوگ اور ان کو نیند آتی نہیں تھی۔

---

[1] مشرکین کے بُت کا نام ہے [2] یہ بھی بت کا نام ہے

چہرہ پر انوارات :

لیکن عجیب سی کیفیت ہوتی تھی جتنی رات گزرتی جاتی تھی حضرتؒ کے چہرے پر سفیدی بڑھتی چلی جاتی تھی اور خاص طور پر جب وہ تصوف کے موضوع پر چلتے تھے تو دھیمی آواز میں بولنے والا آدمی رفتہ رفتہ ان کی آواز میں ایک گرج پیدا ہوتی تھی ایک اور وصف پیدا ہوتا تھا۔لیکن چونکہ میرے تو امیر تھے اور میں جماعت کا ناظم عمومی۔ میں کبھی کہتا کہ حضرت آپ گھر سے باہر تو نکلیں کبھی تو بڑے لطیف انداز میں فرماتے تھے کہ خیال رکھو میں قطب ہوں اور قطب کو اپنی جگہ سے ہلا ؤ مت ورنہ تو پھر در جہاں خللے واقع شود یعنی جہاں میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔

فرض منصبی اور جماعتی اُمور پر گہری نظر :

لیکن کبھی کبھی ہم سوچتے تھے کہ حضرت تو گھر بیٹھنے والے آدمی ہیں اور ہم اپنے انداز سے کبھی بے باکی بھی کرتے تھے لیکن جب میں حاضر ہوتا تو جس انداز سے وہ میرا حساب کتاب لیتے تھے تنہائی میں، تو وہ پھر مجھے معلوم ہے کہ کیا گزرتی تھی۔ساتھی کہتے ہیں کہ وہ غصہ نہیں کرتے تھے مجھ سے پوچھو کہ وہ غصہ کرتے تھے اور کس طرح وہ گرفت کرتے تھے غلطیوں پر اور کس طرح وہ پھر نئی ہدایات دیتے تھے۔تو یقیناً ایک شخص گھر بیٹھے بیٹھے بھی پوری جماعت کو چلا رہا تھا اور فیلڈ میں جو ساتھی کام کر رہے تھے جو متحرک ہوتے تھے اُن کو طلب کرنا اُن سے تمام رپورٹ لینا اُن کی کمزوریوں کی نشاندہی کرنا اُن پر سرزنش کرنا نئی ہدایات دینا، یہ طویل کئی سالوں پر محیط ایک سفر ہے جس کا میں ذاتی طور مشاہد ہوں میرے ہی مشاہدہ میں ہوسکتی ہیں وہ ساری باتیں۔

اُن کی جماعت اور جامعہ :

بہرحال آج وہ ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کی جمعیت ہم میں ہے ان کا جامعہ ہم میں ہے اُن کی فکر ہمارے اندر ہے۔اللہ نے اُن کو صاحبِ علم اولاد دی ہے وہ ہم میں ہیں۔جب ہم اُن کو دیکھتے ہیں تو ان میں حامد میاں صاحبؒ نظر آتے ہیں اور وہ جو ایک محبت اور اپنائیت کا ایک تعلق ہمیں ورثہ میں دے گئے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ہماری آنے والی نسلوں کی طرف منتقل کرے یہ رُکے نہیں ہماری یہ خواہش ہے کہ چلتا رہے۔

موجودہ سیاست کا نقشہ حضرتؒ کے ذہن میں اُس وقت بھی تھا :

تو بہرحال جمعیت علمائے اسلام اور پھر متحدہ مجلس عمل اور تمام دینی جماعتوں کا ایک تصور اُس وقت حضرت

کے ذہن میں تھا۔ ایک وقت تھا کہ استعمار دشمن قوتوں کی ایک صف تھی آج استعمار دشمن قوتوں کی صف اور ہے لیکن جمعیت علمائے اسلام سابقہ تسلسل کے ساتھ اس میں موجود ہے اس کا تسلسل نہیں ٹوٹا اس تسلسل کے ساتھ یہ تحریک رواں دواں ہے۔ استعمار دشمن کی بنیاد پر سیکولر قوتوں سے ہمارا اتحاد ہوتا تھا لیکن آج وہ تمام سیکولر قوتیں، وہ قوتیں جو اپنے آپ کو بائیں بازو والے کہتے تھے جو عالمی سیاست کی تقسیم میں رُوس کے حامی تھے سوویت یونین کے اور کمیونزم کے حامی تھے اور ہمارے ساتھ ان کا قدرِ اشتراک صرف استعمار دشمن تھا، لیکن وہ ساری قوتیں آج استعمار پرست ہوگئیں۔ تو یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ پر ایمان کم تھا اور انسانی خداؤں کی عبادت کرتے تھے آج ایک انسانی خدا مر گیا تو دوسرے انسانی خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے لیکن جمعیت علمائے اسلام کو اللہ نے اُسی ذہن اور اُسی فکر کے ساتھ اس تسلسل پر قائم رکھا ہوا ہے اور آج ایسے وقت میں جبکہ عالمی سیاست یک محوری بن گئی ہے اور تمام دنیا ایک امریکی قوت کی طرف دیکھ رہی ہے اور ابھی تک دُنیا میں کوئی اس کا مدِ مقابل نہیں بن سکا ہے چائنہ بن پائے گا لیکن وقت ہے ابھی اس میں۔ رُوس شاید دوبارہ ایسی حیثیت اختیار کرے لیکن ابھی وقت ہے اس میں۔

امریکہ سیاست نہیں بدمعاشی کر رہا ہے :

اور امریکہ آج دُنیا کی واحد سُپر طاقت کی حیثیت سے دندنا رہا ہے اور سیاست نہیں کر رہا بلکہ بدمعاشی کر رہا ہے۔ انگریز چالاکی کے ساتھ دُنیا پر حکومت کر چکا ہے۔ سازشی مزاج تھا لیکن یہ چالاکی کے ساتھ نہیں بلکہ طاقت کا بے شرمی کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں، طاقت سے دُنیا کو غُلام بنانے کی بات کرتا ہے۔ لیکن اِن حالات میں جبکہ تمام سیاسی مفکرین اپنی ماضی کی پوری تاریخ کو چھوڑ کر یک لخت بدل گئے ہیں ایسے وقت میں بھی آج اس عالمی استعمار کے مقابلے میں کلمۂ حق کی قوت ہے تو وہ پاکستان کی جمعیت علمائے اسلام ہے۔ اور جمعیت علمائے اسلام کو اس سرزمین پر اس قوت کے خلاف سب سے پہلے آواز اُٹھانے کا اعزاز حاصل ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ آؤ دلیل کی بنیاد پر بات کرو تم دُنیا میں جو کچھ کر رہے ہو تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں، کوئی دلیل نہیں بلکہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ دہشت گردی ہے یا نہیں اس کا تجزیہ ہونا چاہیے۔

مجاہدین کے ساتھ جو جیلوں میں ہو رہا ہے۔ کون سے انسانی حقوق کے ضابطوں کے تحت وہ جائز ہے شبرغان جیل میں اس وقت بھی ہزاروں لوگ قید ہیں جن کو نہ کھانا ملتا ہے نہ پینے کا صاف پانی نہ کپڑے تبدیل کرنے کا حق۔ بلگرام ائیر بیس میں جو کچھ ہو رہا ہے، گوانٹانا موبے میں جو کچھ ہو رہا ہے اور پاکستان کی جیلوں میں

اور ریاستی ایجنسیوں کے عقوبت خانوں میں زبردستی اُٹھا کر لے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں ڈاکو بھی جب کسی کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں تو ایک مخصوص مقام پر پہنچانے کے بعد گھر والوں کو اطلاع کرتے ہیں کہ آپ کا آدمی ہمارے پاس ہے ہمیں اتنے پیسے دے دو اپنا آدمی لے جاؤ۔ والدین بھی ہوشیار ہو جاتے ہیں کہ ہاں ہے تو سہی مگر فلاں جگہ پر ہے۔ اور ریاستی ایجنسیاں جس وقت گھر سے اُٹھا کر لے جاتی ہیں پورا سال اُس کے بوڑھے والدین رو رو کر بیٹے کا انتظار کرتے ہیں کچھ پتا نہیں ہے کہ تمہارا بیٹا کدھر ہے نہ اس کے خلاف کوئی کیس نہ مقدمہ۔ کہتے ہیں کہ یہ سب ملکی مفاد کے لیے کر رہے ہیں اور پھر عقوبت خانوں میں جیسے مظالم ہوتے ہیں گوانتانا موبے سے آئے ہوئے اب پاکستانی جیلوں میں ہیں اور عقوبت خانوں میں جن لوگوں نے وقت گزارا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اُوپر گوانتانا موبے میں اتنے مظالم نہیں ہوئے جتنے کہ پاکستانی جیلوں میں ہمارے ساتھ ہوئے ہیں، اور یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُمت اپنی تاریخ کے ایک امتحانی دور سے اس وقت گزر رہی ہے لیکن سب کا مقابلہ پورے تحمل اور استقامت کے ساتھ کریں گے انشاء اللہ۔ اور ان حالات میں بھی ہمارے جنرل صاحب کہتے ہیں کہ ہم امریکہ کے اتحادی ہیں۔ آپ بھلے اتحادی ہوں لیکن قوم اتحادی نہیں ہے قوم ایسے اتحاد سے براءت کا اعلان کرتی ہے۔

تو نظر اُس فکر اور نظریہ پر رہنی چاہیے جس نظریہ کے لیے ہمارے ان اکابرین نے زندگیاں وقف کی تھیں پوری زندگی اس مقصد کے لیے لگا دی اور جب دنیا سے گئے تو یہی متاع چھوڑ کر ہمارے حوالے کر گئے۔ یہی علم جو ان جامعات میں دیا جاتا ہے عملی زندگی میں اسی علم کے وہ مصداق بنے۔ اس علم کی وہ تعبیر بنے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے وابستہ رکھے، امتحانات سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے ہم کمزور بندے ہیں اور اگر آزمائش مقدر میں ہے تو اللہ ہمیں استقامت دے۔ تو جہاں ہم بیٹھے ہیں جس ماحول میں ہم بیٹھے ہیں جس علم سے ہماری وابستگی ہے جس عقیدہ سے ہماری وابستگی ہے جس تاریخ سے ہماری وابستگی ہے، ہمیں اِس پر قانع ہونا چاہیے مطمئن رہنا چاہیے اور اس کے لیے اپنی زندگیاں اُسی طرح وقف کر دینی چاہیے جس طرح کہ ہمارے اکابر نے وقف کیں تھیں۔ انھوں نے زندگی وقف کی تو ہم تک پہنچا ہے دین۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ مراد آباد اور دیوبند اور سہارنپور کے علماء کے ساتھ ہمارا کونسا خونی رشتہ ہے کونسا وطنیت کا رشتہ ہے لیکن ان حضرات نے پوری دُنیا کے لوگوں کے دلوں کو جس طرح اپنی طرف کھینچا ہے اور آج جس طرح ان لوگوں کے نام ہمارے دلوں کی دھڑکن بن گئے ہیں آخر کوئی کردار

تھا تو بنے ہیں، ہم کہاں رہ رہے ہیں اور یہ کہاں رہ رہے ہیں اور کہاں جا کر کس دل کی دُنیا میں آباد ہو گئے ہیں یہ لوگ، تو یہ بغیر کردار کے نہیں ہو سکتا بغیر خلوصِ نیت کے نہیں ہو سکتا اور مقصد کے ساتھ ایک راسخ تعلق کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اللہ کا ہم پر احسان ہے کہ اللہ نے اس سے اور اس ماحول سے ہمیں جوڑا، فساق وفجار کے ماحول میں نہیں بٹھایا اہلِ علم اور متبعینِ سنت کے ماحول میں اللہ نے ہمیں بٹھایا ہم اپنے عمل کے حوالے سے انتہائی قصور وار ہیں، اپنا عمل کسی کو دکھانے کے قابل نہیں ہیں لیکن ان حضرات کے ساتھ نسبت اور تعلق کو ہم ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ رب العالمین اس زندگی کو قبول فرمائے، اس نسبت کو قبول فرمائے اور اس سلسلے کو جاری وساری رکھے، اور جامعہ اور جمعیت علماء، یہ اولاد صالح اللہ تعالیٰ اسے حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ کے لیے ثقلِ موازین کا سبب بنائے اور آخرت میں اسے رفع درجات کا سبب بنائے، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ اختتامی دُعا......................

لندن دھماکے اور دینی مدارس کا موقف

﴿ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ﴾

لندن میں خودکش دھماکوں کے ذریعے جو جانیں ضائع ہوئی ہیں اور خوف وہراس کی کیفیت پیدا ہوئی ہے اُس سے دُنیا کا ہر باشعور شخص پریشان ہے اور دنیا بھر کے امن پسند لوگ اس دہشت گردی کی مذمت کرتے ہوئے اِس کا شکار ہونے والے افراد اور خاندانوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کررہے ہیں۔

پاکستان میں دینی مدارس کا سب سے بڑا فورم ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' بھی اس تشویش و اضطراب میں دُنیا کے امن پسند افراد اور حلقوں کے ساتھ شریک ہے اور پُرامن شہریوں کے خلاف کی جانے والی اِس کارروائی کی شدید مذمت کرتے ہوئے متاثرہ افراد، خاندانوں اور پوری برطانوی قوم کے ساتھ ہمدردی اور یکجہتی کا اظہار کرتا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی قائدین شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، مولانا محمد حسن جان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر نے لندن بم دھماکوں کی پُرزور مذمت کی ہے اور انہیں عالمی امن کے لیے انتہائی خطرناک قرار دیا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے حالتِ جنگ میں بھی بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور جنگ سے لاتعلق افراد کو قتل کرنے سے منع کیا، چہ جائیکہ حالت امن میں بے گناہ شہریوں کا اس طرح خون بہایا جائے اور خوف ودہشت کی کیفیت پیدا کی جائے۔ اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لندن میں گزشتہ دنوں کیے جانے والے بم دھماکے جن کے نتیجے میں پچاس سے زائد افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور سینکڑوں زخمی ہوئے ہیں، امن کو سبوتاژ کرنے کی مذموم حرکت کے مترادف ہیں اور ان کی مذمت ہر ذی ہوش انسان کررہا ہے۔

اس کے ساتھ ہی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی قیادت دو اہم اُمور کی طرف عالمی رائے عامہ اور بین الاقوامی حلقوں کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ ایک یہ کہ دہشت گردوں کے خلاف موجودہ عالمی جنگ کا ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ ازسرِنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے کیونکہ عالمی سطح پر دہشت گردی کی کوئی تعریف طے کیے بغیر کسی بھی گروہ کو یک طرفہ طور پر دہشت گرد قرار دے کر اُس کے خلاف کی جانے والی کارروائی انصاف کے تقاضوں پر پوری نہیں اُترتی اور اس سے شکوک وشبہات کم ہونے کی بجائے ان میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔

دوسری بات یہ کہ ان اسباب و عوامل کو نظر انداز کر دینا بھی اس مبینہ دہشت گردی کے خاتمہ کی بجائے اس کے مزید فروغ کا باعث بن رہا ہے۔ جن اسباب و عوامل کے نتیجہ میں اس مبینہ دہشت گردی نے جنم لیا ہے اور جن کی طرف عالمی طاقتوں کے سنجیدگی کے ساتھ متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے تشدد کی کارروائیوں کی حمایت کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے، اُس کے ساتھ ہی یہ بات بھی محلِ نظر ہے کہ لندن کے مذکورہ بم دھماکوں کی ذمہ داری کے حوالے سے پاکستان کے دینی مدارس کو عالمی میڈیا کے ذریعے بلاوجہ طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جا رہا ہے حالانکہ یہ بات ایک سے زائد بار دلائل و شواہد کے ساتھ واضح ہو چکی ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس میں کسی طرح کی کوئی فوجی تربیت نہیں دی جاتی حتّٰی کہ چند ماہ قبل اسلام آباد میں دینی مدارس کے ایک بھرپور کنونشن میں پاکستان کے سابق وزیر داخلہ چودھری شجاعت حسین نے صاف لفظوں میں اعلان کیا کہ انہوں نے اپنے دور میں پورے ملک کے مدارس کی چھان بین کرائی مگر کوئی مدرسہ بھی دہشت گردی کی تربیت میں ملوث نہیں پایا گیا۔ نیز گزشتہ دو سالوں کے دوران ملک کے درجنوں دینی مدارس پر چھاپے مارے گئے ہیں اور اچانک آپریشن کیا گیا ہے لیکن کہیں بھی کوئی ہتھیار یا ٹریننگ کے آلات موجود نہیں پائے گئے حتّٰی کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے حکومت کے ساتھ مذاکرات اور کھلے اعلانات کے ذریعہ متعدد بار اعلان کیا ہے کہ مُلک کے کسی بھی دینی مدرسہ کے بارے میں یہ شکایت پائی جائے کہ اس میں اسلحہ کے استعمال کی ٹریننگ دی جا رہی ہے تو اُس کی نشاندہی کی جائے، اگر اس کا ثبوت فراہم ہو گیا تو اُس مدرسے کے خلاف کارروائی میں خود وفاق بھی حکومت کے ساتھ شریک ہوگا مگر اِس کے باوجود دینی مدارس کو مسلسل ہدفِ تنقید بنایا جا رہا ہے اور اُن کی کردار کشی کی جا رہی ہے۔

اس لیے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی ہائی کمان اس امر کا ایک بار پھر اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس میں صرف اور صرف تعلیم دی جاتی ہے اور قرآن و سنت کے علوم سے نئی نسل کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ تعلیم اور دینی تربیت کے سوا اِن مدارس کی سرگرمیوں میں اور کوئی بات شامل نہیں ہے۔ اور قرآن و سنت اور ان کے متعلقہ علوم کی تعلیم اور اُن کے مطابق نئی نسل کی دینی تربیت کے مشن سے وفاق المدارس سرِ مو انحراف کے لیے تیار نہیں اور اس سلسلہ میں کسی سطح پر کوئی دباؤ قبول نہیں کیا جائے گا۔ البتہ عسکری ٹریننگ اور دوسرے مذاہب کے خلاف عسکری محاذ آرائی کی فکری تربیت نہ ان مدارس میں دی جاتی ہے اور نہ ہی کسی مرحلہ میں اس کا

پروگرام مدارس کے اہداف میں شامل ہے ۔اور اس حوالہ سے وفاق المدارس کی ہائی کمان پاکستان کی حکومت اور بین الاقوامی حلقوں کو ہر قسم کی ضمانت دینے کے لیے ہر وقت تیار ہے ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ لندن کے خودکش دھماکوں میں مبینہ طور پر ملوث افراد کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ انہوں نے پاکستان کے بعض دینی مدارس میں تعلیم پائی ہے اس لیے دینی مدارس اس مبینہ دہشت گردی میں ملوث ہیں ۔ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قطعی طور پر غیر منطقی اور غیر حقیقی بات ہے ۔ اولاً تو اِس لیے کہ اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ خودکش دھماکوں میں کون لوگ ملوث ہیں، دوسرے یہ بھی کسی طریقہ سے ثابت نہیں کہ ان دہشت گردوں نے پاکستان کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کی ہے ۔ جب وہ لوگ ہی معلوم نہیں تو اُن کی تعلیم گاہ کیسے معلوم ہوگئی ۔ اور اگر بالفرض یہ بات ثابت بھی ہو جائے کہ ان افراد نے کسی وقت پاکستان کے کسی دینی مدرسہ میں تعلیم پائی ہے تو اسے ان کی کارروائی میں مدارس کی شمولیت کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لیے کہ دنیا بھر میں مختلف حوالوں سے دہشت گردی قتل و غارت ڈکیتی اور سنگین جرائم میں ملوث افراد نے کہیں نہ کہیں ضرور تعلیم حاصل کی ہے اور ان میں ہاورڈ ، آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد مل جائے گی ، لیکن کسی ڈاکو اور قاتل نے اگر آکسفورڈ میں تعلیم پائی ہے تو اس کے لیے یہ نہیں کہا جاتا اور نہ کہا جاسکتا ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں ڈاکہ کی تعلیم دی جاتی ہے، اور اگر کسی فوج سے بھاگے ہوئے افراد مجرموں کا گروہ بنالیں تو ان کے لیے بھی اس فوج کو ذمہ دار قرار نہیں دیا جاتا ۔اس لیے چند افراد کی کارروائی کو دینی مدارس کے کھاتے میں ڈال کر دینی مدارس کے پورے نظام کو بدنام کرنے کی مہم حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے ۔ خاص طور پر اس پس منظر میں کہ یہ بات طے ہے کہ دینی مدارس میں کسی قسم کی دہشت گردی کی تربیت نہیں دی جاتی اور ایسی کارروائی کرنے والوں نے یہ تربیت بہر حال کہیں اور سے حاصل کی ہے اور دہشت گردی کی تربیت کے اصل سرچشموں کا بہر حال سراغ لگانے کی ضرورت ہے ۔ اس لیے ہم دُنیا بھر کے انصاف پسند حلقوں اور افراد سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ دینی مدارس کے خلاف عالمی حلقوں اور میڈیا کے اس یکطرفہ پروپیگنڈے کا نوٹس لیں اور پُر امن ماحول میں اسلامی تعلیمات سے نئی نسل کو روشناس کرانے والے اداروں کو اس جارحانہ اور معاندانہ پروپیگنڈے سے بچانے کیلیے کردار ادا کریں ۔

طلاق ایک ناخوشگوار ضرورت اور اُس کا شرعی طریقہ قسط:۳، آخری

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد زید مظاہری، انڈیا ﴾

علماءِ عرب اور سعودی حکومت کا فتوٰی :

سعودی حکومت کی طرف سے ایک مجلس ''اللجنة الدائمةللبحوث العلمية والافتاء '' قائم ہے جس میں پورے ملک کے منتخب علماء وصلحاء شریک ہیں جس کے تحت مختلف مسائل پر دلائل کی روشنی میں بحث کر کے وہ اپنا آخری فیصلہ دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقوں کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر کیا ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں عہدِ نبوی ﷺ میں تین ہی سمجھی جاتی رہی ہیں، اور اسی پر عمل ہوتا رہا ہے اور اسی کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے باقاعدہ قانونی شکل دے دی، اور پھر پوری اُمت اس پر عمل کرتی رہی ہے۔ تمام روایتوں کو نقل کرنے کے بعد مجلس اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ''القول بوقوع الطلاق اللثلث بلفظ واحد ثلاثا '' کہ ایک جملہ میں تین طلاق دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ (ماخوذ از ماہنامہ جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ۔ جلد دوم شمارہ ۱۷، بابت جون ۱۹۸۲ء۔ گلشن مالیگاؤں جلد ۲ شمارہ ۱۴، ۱۵)۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کا بھی یہی نقطہ نظر ہے کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقوں سے تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں اور اُس کی بیوی اُس پر حرام ہو جاتی ہے، چنانچہ ان کے صاحبزادے شیخ عبداللہ نے اپنے رسالہ ''الهداية السنية ''میں طلاق ثلاثہ کے متعلق اپنے اور اپنے والد کا یہی مسلک تحریر فرمایا ہے جو جمہور علماء اور ائمہ اربعہ اور جمہور صحابہ کا رہا ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ''شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے خلاف پروپیگنڈہ ص ۶۳، مصنفہ مولانا محمد منظور نعمانیؒ ''۔

عقل وقیاس کا مقتضیٰ :

تین طلاق واقع کرنے سے تین ہی طلاق واقع ہونا عقل وقیاس کا بھی تقاضا ہے، اور یہ اتنی واضح اور بدیہی حقیقت اور ہر شخص کی عقل میں آنے والی بات ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ موٹی سی بات ہے کہ شریعت نے جب مرد کو ایک نکاح میں تین طلاق کا مالک بنایا ہے گو بیک وقت تین طلاق دینے سے منع بھی کیا ہے

لیکن اگر تین دے گا تو تینوں واقع ہو جائیں گی اگرچہ اس طرح کرنے سے گناہ گار ہوگا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک حقیقت پائی جائے اور اُس کا انکار کر دیا جائے، مثلاً عیدین اور ایامِ تشریق میں رسول پاک علیہ السلام نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور اِس بنا پر اُمت کا فیصلہ ہے کہ ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی روزہ رکھے تو روزہ کی حقیقت پائی جائے گی اور اُس کا روزہ ہو جائے گا لیکن یہ شخص گنہگار اور مرتکبِ حرام ہوگا۔ اسی طرح مثلاً اگر کوئی شخص حالتِ حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالے تو ناجائز و حرام ہے لیکن طلاق واقع ہو جائے گی، اسی طرح اِس کو بھی سمجھئے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا حرام ہے لیکن اگر دے گا تو سب واقع ہو جائیں گی کیونکہ مرد تین طلاقوں کا مالک ہے عورت تین طلاق کی محل ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک حقیقت پائی جائے اور اُس کا انکار کر دیا جائے۔ طلاق واقع کی جائیں تین، اور واقع ہو ایک؟ آپ مغرب کی یا وتر کی تین رکعتیں پڑھیں اور سمجھی جائے ایک؟ زکٰوۃ و صدقہ میں آپ جتنی رقم خرچ کریں گے اتنا ہی خرچ کرنا سمجھا جائے گا، یہ نہیں کہ خرچ کریں تین ہزار اور سمجھا جائے ایک ہزار۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں علامہ قرطبیؒ کے حوالہ سے اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے اور مثالوں سے واضح کیا ہے کہ طلاق ہی نہیں اعتاق اور اقرار میں بھی اگر کوئی شخص ایک ساتھ ایک جملہ میں کئی غلاموں کو آزاد کرے یا کئی لوگوں کے لیے ایک جملہ میں اقرار کرے، یا ایک ہی شخص کے لیے ایک جملہ میں کئی اقرار کرے کہ فلاں کا میرے اُوپر قرضہ اور اتنی امانت ہے تو یہ اعتاق اور اقرار سب درست ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ولی کئی بیٹیوں کا نکاح ایک ساتھ ایک جملہ میں کر دے تو وہ نکاح درست ہوتا ہے محض ایک ساتھ ایک جملہ یا ایک مجلس میں ہونے کی بنا پر صرف ایک اقرار ایک نکاح ایک اعتاق نہیں سمجھا جاتا بلکہ سب درست اور نافذ سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک ساتھ واقع ہوئی تین طلاقوں کو بھی سمجھنا چاہیے۔

"قال الحافظ قال القرطبی لافرق بین مجموعها ومفرقها لغة وشرعا وما یتخیل من الفرق صوری الغاه الشرع اتفاقا فی النکاح والعتق والاقاریر، فلوقال الولی انکحتك هذه وهذه فی کلمة واحدة العقدکما لو قال انکحتك هذه وهذه وهذه وکذا فی العتق والاقرار وغیرذلك من الاحکام . (فتح الباری ۹/۴۵۶)

اصل مسئلہ کی حقیقت اور غلط فہمی کا ازالہ :

اصل مسئلہ کی حقیقت کچھ اور ہے جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اور جس کے نتیجہ میں تین طلاقوں کو ایک طلاق سمجھا جانے لگا، اس کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ کسی واقع شدہ امر میں اس واقعہ کی کسی کو خبر دینا یہ ''تکرار'' کہلاتا ہے مثلاً آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے نماز فجر پڑھی؟ آپ نے کہا جی ہاں پڑھی، پھر دوسرے اور تیسرے شخص نے دریافت کیا آپ نے فجر کی نماز پڑھی؟ ہر ایک کو آپ نے یہی جواب دیا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نے فجر کی نماز دو اور تین بار پڑھی بلکہ ایک ہی مرتبہ پڑھی اور اسی مرتبہ پڑھنے کی کئی مرتبہ خبر دی اِس کو تکرار کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، کسی نے اُس سے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دی؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر دوسرے اور تیسرے نے پوچھا، اس کو بھی آپ نے یہی جواب دیا، یا ایک ہی شخص کو آپ نے تاکیدی طور پر کئی بار کہا کہ جی ہاں! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس نے تین طلاقیں دیں بلکہ یہ ایک ہی طلاق کی اطلاع اور سابق واقعہ کی خبر ہے۔ اس طرح اگر تین مرتبہ نہیں بلکہ دس مرتبہ بھی کوئی پوچھے تو اس سوال و جواب کے بعد ایک طلاق ایک ہی طلاق رہے گی، ایک طلاق تین طلاق نہ ہو جائیں گی، کیونکہ واقعۃً اُس نے ایک ہی طلاق دی تھی۔

اس کے برخلاف اگر واقعۃً کسی نے دو یا تین طلاق ہی دے ڈالیں جیسا کہ آج کل لوگ تین طلاق دیا کرتے ہیں اور پھر سمجھتے ہیں کہ تین طلاق سے ایک طلاق ہوئی، یہ بالکل غلط اور خلاف عقل ہے کیونکہ یہ سابق واقعہ کی اطلاع اور تکرار نہیں ہے بلکہ اِس میں خبر دینے اور سابق طلاق کی اطلاع اور تکرار کی تاویل کی گنجائش ہی نہیں، کیونکہ جب اُس نے واقعۃً تین طلاق واقع کر دیں تو تین ہی واقع ہوں گی۔

عہدِ صحابہ کے ابتدائی دور میں ایسا ہوتا تھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، دوسری اور تیسری طلاق نہ دی، پھر اُس پہلی طلاق کی اطلاع اور اُس کا تکرار و اعادہ کیا تو وہ ایک سمجھی جاتی تھی گو اُس کا تکرار کئی بار ہوا، کیونکہ یہ تکرار و اعادہ پہلی ہی طلاق کا ہوتا تھا اِس کے بعد میں لوگ دو اور تین طلاق ہی واقع کرنے لگے، اور تین طلاق دے کر بھی تاویل کرنے لگے کہ یہ پہلی طلاق کی خبر اور اطلاع و تکرار ہے حالانکہ یہ تو مشاہدہ بلکہ طلاق دینے والے کے اقرار کے بھی خلاف ہوتا ہے۔ تین طلاق دینے والے سے اگر پوچھا جائے کہ تم نے کتنی طلاق دیں تو صاف صاف کہتا ہے کہ تین، پھر اِس کو تکرار و تاکید کی تاویل کر کے ایک طلاق کیسے کہا جا سکتا ہے؟

یہ ہے اصل مسئلہ کی حقیقت جس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اتنی بڑی غلط فہمی پیدا ہوتی ہے، اور یہ ہے مطلب بعض اُن آیات وروایات کا جس کے ظاہر سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ تین یا اس سے زائد طلاق سے صرف ایک طلاق ہوتی ہے۔ اِس حقیقت کو امام نو ویؒ نے شرح مسلم میں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفاء میں اور مولانا زکریا صاحبؒ نے اوجز المسالک میں تفصیل سے تحریر فرما کر اصل حقیقت کو واضح فرمایا ہے۔ نیز حافظ ابن حجرؒ نے علامہ قرطبیؒ کے حوالہ سے نقل کر کے لکھا ہے کہ امام قرطبیؒ نے اس تحقیق کو پسند فرمایا ہے، اور امام نو ویؒ نے اس کو سب سے صحیح جواب قرار دیا ہے :

"ومنها انه ورد فی صورة خاصة وهی تكرير لفظ انت طالق ، انت طالق ، انت طالق ، وكانوا اولا على سلامة صدورهم يقبل منهم أنهم ارادوا التاكيد ، وهذا الجواب ارتضاه القرطبیؒ وقال النوویؒ هذا اصح الاجوبة" (فتح الباری اوجز المسالك ۴/۴۲۵)

" فالاصح ان معناه انه كان فی الامور الاول اذا قال لها انت طالق، انت طالق ، انت طالق ، ولم ينو تاكيدا ولا استينافاً يحكم بطلقة لقلة ارادتهم الاستيناف بذلك ... الخ " (نووی شرح مسلم ۱/۴۷۸)

"وقال الشيخ الشاه ولی اللّٰه الدهلویؒ فی ازالة الخفاء فيه ثلاث تاويلات احدها معناه قول الرجل انت طالق ، انت طالق ، انت طالق ، كانوا فی الزمن الاول يصدقون فی انهم ارادوا واحدة فلما راى عمرؓ فی زمانه امور انكرها الزمهم الثلاث " (اوجز المسالك ۴/۴۲۵)

ان عبارت کا حاصل اور خلاصہ وہی ہے جس کی تفصیل ماقبل میں گزر چکی۔

(بشکریہ ماہنامہ ندائے شاہی، مراد آباد، انڈیا)

گلدستۂ احادیث حضرت مولانا نعیم الدین صاحب

دو خصلتیں جو آسان ہیں لیکن اُن کے اپنانے والے کم ہیں

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :خُلَّتَانِ لَایُحْصِیْھِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ اَلَا وَھُمَا یَسِیْرٌ وَمَنْ یَّعْمَلُ بِھِمَا قَلِیْلٌ، یُسَبِّحُ اللّٰہَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ عَشْرًا وَیُحَمِّدُہٗ عَشْرًا وَیُکَبِّرُہٗ عَشْرًا،قَالَ فَاَنَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَعْقِدُھَا بِیَدِہٖ قَالَ فَتِلْکَ خَمْسُوْنَ وَمِائَۃٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَۃٍ فِی الْمِیْزَانِ ، وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَکَ تُسَبِّحُہٗ وَتُکَبِّرُہٗ وَ تُحَمِّدُہٗ مِائَۃً فَتِلْکَ مِائَۃٌ بِاللِّسانِ وَاَلْفٌ فِی الْمِیْزَانِ فَاَیُّکُمْ یَعْمَلُ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ اَلْفَیْ وَخَمْسَ مِائَۃِ سَیِّئَۃٍ ، قَالُوْا فَکَیْفَ لَانُحْصِیْھَا ، قَالَ یَأْتِیْ اَحَدَکُمُ الشَّیْطٰنُ وَھُوَ فِیْ صَلَاتِہٖ فَیَقُوْلُ اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا حَتّٰی یَنْفَتِلَ فَلَعَلَّہٗ اَنْ لَایَفْعَلَ وَیَأْتِیْہِ وَھُوَ فِیْ مَضْجَعَۃٍ فَلا یَزَالُ یُنَوِّمُہٗ حتّٰی یَنَامَ.(ترمذی ج ۲ ص ۱۷۸)

حضرت عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ اُنھیں جو مسلمان مرد بھی مداومت کے ساتھ اختیار کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے، جان لو کہ وہ دو خصلتیں آسان تو بہت ہیں لیکن اُن پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں، اُن میں سے ایک تو یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد نمازی دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہے، دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور دس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ حضرت ابن عَمروؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ان کلمات کو اپنے ہاتھ کی اُنگلیوں پر شمار کیا اور فرمایا: پس یہ (پانچوں نمازوں کی مجموعی تعداد کے اعتبار سے) زبان سے کہنے میں تو ڈیڑھ سو ہیں لیکن (اعمال کے) ترازو میں ان کی تعداد ڈیڑھ ہزار ہوگی، دوسری یہ ہے کہ جب تم (سونے کے لیے) بستر پر آ ؤ تو سُبْحَانَ اللّٰہ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ سو مرتبہ کہو، یہ زبان سے کہنے میں تو سو ہیں لیکن (اعمال کے) ترازو میں اِن کی تعداد ہزار ہوگی۔ تم میں سے کون ایسا ہے

جو شب و روز میں ڈھائی ہزار بُرائیاں کرتا ہو؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ (جب معاملہ ایسا ہے تو) ہم ان کلمات کی محافظت کیوں نہ کریں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: بات یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اُس کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے کہ فلاں چیز یاد کر فلاں چیز یاد کر، یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ اِن کلمات کی محافظت نہ کرے۔ اسی طرح شیطان سوتے وقت آ جاتا ہے اور اُس کو سُلاتا رہتا ہے حتی کہ وہ (اِن تسبیحات کو چھوڑ کر) سو جاتا ہے۔

ف : جن تسبیحات کا اس حدیث مبارک میں ذکر ہے اُنھیں ''تسبیحاتِ فاطمی'' کہا جاتا ہے۔ بہت سی احادیث میں اِن تسبیحات کی فضیلت آئی ہے اس لیے ہر انسان کو چاہیے کہ ان کا معمول بنائے اور پانچوں نمازوں کے بعد نیز رات کو سوتے وقت ۳۳ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ، ۳۳ دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کرے۔ مذکورہ بالا حدیث میں نمازوں کے بعد ان تسبیحات کے اگرچہ دس دس مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے لیکن دیگر احادیث میں ۳۳، ۳۳ اور ۳۴ بار ہی پڑھنے کا ذکر ہے، اسلاف کا معمول بھی یہی ہے۔ اس لیے ۳۳، ۳۳ اور ۳۴ بار ہی پڑھنا افضل ہے۔ حدیث پاک میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان چاہے کتنے ہی گناہ کر لے اِن تسبیحات کا اجر و ثواب اتنا ہے کہ اُس کے گناہ اِس سے نہیں بڑھ سکتے۔ جب انسان سے گناہ ہوں گے اور وہ ان تسبیحات کو بھی پڑھتا ہوگا تو انشاء اللہ اِن کی برکت سے اُس کے گناہ معاف ہوتے رہیں گے۔

قسط : ۱

حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ

احوال و آثار

﴿ جناب محمد عرفان شجاع صاحب، ناظم تعلیمات صفہ اکادمی لاہور ﴾

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے اولیاء عظام میں سے ہیں، باوجودیکہ آپ نے اولیاء کبارؒ کا عظیم تذکرہ ''تذکرۃ الاولیاء'' کے نام سے سپرد قلم فرمایا ہے لیکن خود آپؒ کے حالاتِ زندگی تفصیل اور تصحیح کے ساتھ دستیاب نہیں ہیں۔ '' شیخ عطارؒ کے حالات تذکرہ نگاروں نے بہت کم دیئے ہیں اور جو کچھ بھی دیے ہیں وہ بھی تحقیقی نہیں ہیں کیونکہ آپ کے نام پر بہت سے لوگوں نے کتابیں تصنیف کر کے آپؒ کے حالات کے مرقع کو دھندلا بنا دیا ہے''۔ ۱

نام و نسب :

اکثر مؤرخین نے آپ کا نام ''محمد'' بتایا ہے، خود آپؒ نے بھی اپنے اشعار میں اِس طرف اشارہ کیا ہے۔

آنچه آن را صوفی آن گوید به نام	ختم شد آن بر محمد والسلام
من محمد نامم واین شیوه نیز	ختم کردن چون محمد ای عزیز

آپ کے ایک ہمعصر عوفی یزدی نے ''لب الالباب'' میں آپ کی کنیت ''ابو حامد'' لکھی ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ ابراہیم تھا، ''عطاری'' کا پیشہ کرتے تھے اور کاروبار خوب پھیلا ہوا تھا۔ ۲ حضرت شیخؒ اسی وجہ سے عطارؒ کہلائے اور اپنے قصائد و غزلیات میں عطّار اور فرید بطور تخلص استعمال کیا۔ ۳

---

۱ مقالات حافظ محمود شیرانیؒ، مرتبہ مظہر محمود شیرانی، جلد ۵ تنقید شعر العجم ص ۴۴۷، ناشر مجلس ترقی ادب ۱۹۷۰ء۔ عظیم محقق حافظ محمود شیرانیؒ چاند خان شیرانیؒ کے پوتے تھے، چاند خان شیرانیؒ جہادِ بالاکوٹ میں حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے ہمراہ تھے۔ حضرت سیّد صاحبؒ کی شہادت کے بعد یہی چاند خان شیرانیؒ اُن کے عیال کی خبر گیری کرتے رہے۔ (حافظ شیرانی علمی ادبی خدمات از مظہر محمود شیرانی ص ۲۷) ۲ شعر العجم از علامہ شبلی نعمانیؒ، حصہ دوم ص ۸، ناشر کتب خانہ انجمن حمایت اسلام، ۱۹۶۳ء ۳ تذکرۃ الاولیاء تحقیق و تدوین و تصحیح متن ڈاکٹر محمد استعلامی، ناشر انتشارات زوّار، ایران ۱۹۸۷ء

آپ کا وطن نیشا پور تھا۔خاندان مذہبی تھا اور مذہبی ماحول ہی میں شیخ عطارؒ کی پرورش ہوئی تھی، والدہ سے بہت محبت کرتے تھے جو زہد و اتقاء میں بے مثال تھیں۔انھوں نے لمبی عمر پائی اور اٹھائیس برس تارک الدنیا ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی اور دن رات عبادتِ الٰہی میں مصروف رہیں۔حضرت شیخؒ نے ''خسرو نامہ'' میں اُن کا مرثیہ لکھا ہے۔ ۱؎

وادی سلوک و عرفان میں ورود :

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ کے وادی سلوک و عرفان میں ورود کے بارہ میں ایک حکایت عام ہے کہ شیخؒ ایک دن اپنی دُکان پر بیٹھے ہوئے تھے، کسی طرف سے ایک فقیر اِدھر آنکلا، اور آپ کی دُکان کے سامنے آکر ''شَیْئًا لِلّٰہِ'' کی صدا لگائی مگر آپ متوجہ نہ ہوئے۔فقیر نے پوچھا کہ اے شیخ! تم کیسے مروگے؟ آپ نے جواب دیا کہ جیسے تم مروگے۔درویش نے کہا کہ تم میری طرح مر سکتے ہو؟ آپ نے کہا کہ ہاں۔فقیر کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا وہ اُس نے سر کے نیچے رکھا اور جان دے دی۔یہ دیکھ کر شیخؒ کا حال دگرگوں ہوگیا، دُکان لٹا دی اور سب چھوڑ چھاڑ کر فقیری اختیار کی۔ ۲؎

بعض ناقدین نے اس واقعہ کی صحّت سے انکار کیا ہے اور اعتراض کیا ہے کہ شیخ عطارؒ کسی بیرونی تحریک کے نتیجہ میں وادی سلوک و عرفان میں وارد نہیں ہوئے بلکہ ابتدائی عمر ہی سے وہ درویشوں کی صحبت اور تصوف کے ذوق سے آشنا تھے۔اس لیے یہ واقعہ قرینِ قیاس نہیں ہے، مگر دیکھنا یہ چاہیے کہ یہ واقعہ کسی معمولی آدمی نے نہیں لکھا بلکہ مولانا جامیؒ جیسے ذمہ دار بزرگ نے نفحات الانس میں تحریر فرمایا ہے، پھر اس کی توجیہ بھی ممکن ہے کہ کاروبار سے انہماک اور استغراق ختم کر دیا۔لہٰذا اِس کے انکار کی کوئی خاص وجہ نہیں اور شروع سے تصوف کی طرف رجحان اِس کے منافی نہیں کیونکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا مزاج تو شروع سے صوفیانہ تھا اس واقعہ نے مہمیز کا کام کر دیا۔شیخ عطارؒ فقر و تصوف کے ساتھ ساتھ مطب اور دارو خانہ کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ''دل بیار و دست بکار'' پر عامل رہے۔ ۳؎

اسی کے ذیل میں حافظ محمود شیرانی مرحوم نے تذکرۃ الاولیاء کے مقدمہ کا ایک ٹکڑا نقل فرمایا ہے جس میں

۱؎ مقالات شیرانی ج ۵ ص ۴۵۱ ۲؎ مرآۃ الاسرار، تحقیق و تدوین کپتان واحد بخش سیال، ص ۶۷۰ ناشر الفیصل، سن اشاعت درج نہیں ۳؎ مقالات شیرانی، ج ۵ ص ۴۳۸

شیخ عطارؒ فرماتے ہیں :

" دیگر باعثِ آن بود که بی سببی از کود کی باز، دوستیِ ایں طائفه درجانم موج می زد و همه وقت مفرح دل من سخن ایشان بود به اُمیدِ آنکه " المرء مع من احب " ؂۱

" ایک وجہ یہ تھی کہ بچپن ہی سے میرے دل میں اس گروہ (صوفیاء) کی محبت تھی اور میرا دل ہر وقت اُن کے حالات سے اطمینان پاتا تھا اِس اُمید پر کہ "بندہ کا انجام اسی کے ساتھ ہوگا جس کو وہ محبوب رکھے گا"۔

شیخ اوائل عمر ہی سے علوم وفنون میں مشغول رہے اور اپنی زندگی میں بہت سے بزرگوں سے فیض یاب ہوئے۔آپ کے کلام میں بہت سے بزرگوں کی منقبت بیان ہوئی ہے مگر معروف یہ ہے کہ آپ نے بعد میں خراسان جا کر شیخ مجدُ الدین بغدادی رحمہ اللہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ؂۲

شیخ عطارؒ نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء کے مقدمہ میں شیخ مجدُ الدینؒ کا تذکرۃ اس طرح کیا ہے :

" ومن يك روز پيشِ امام مجدالدين محمد خوارزمى رحمة الله عليه درآمدم ۔ او را ديدم كه مى گريست ، گفتم كه : خيرست ! گفت زهى سپه سالاران كه دراين امت بوده اندكه، مشابهت انبياء اندعليهم الصلوٰة والسلام كه" علماء امتى كانبياء بنى اسرائيل" پس گفت : ازان مى گريم كه دوش گفته بودم كه خدا وندا ! كارِ تو به علت نيست ، مرا ازين قوم گردان ياز قطارگيانِ اين قوم، كه قسمى ديگر را طاقت ندارم ، مى گريم ، بود كه مستجاب باشد"۔ ؂۳

"میں ایک دن شیخ عطار مجدُ الدین خوارزمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اُن پر گریہ طاری تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کیا معاملہ ہے؟ فرمانے لگے اس اُمت میں بہت سے سپہ سالاران (یعنی صوفیاء کاملین) ہوئے ہیں جو انبیاء کی مانند ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہوں گے" پھر فرمایا کہ

؂۱ تذکرۃ الاولیاء ڈاکٹر محمد استعلامی، مقدمہ ص ۸ ؂۲ تذکرۃ الاولیاء ڈاکٹر محمد استعلامی، دیباچہ از مؤلف ص ۳۲

؂۳ تذکرۃ الاولیاء ڈاکٹر محمد استعلامی مقدمہ از مصنف ص ۹،۱۰

اس بات پر روتا ہوں کہ کل میں نے خدا کے سامنے فریاد کی تھی کہ اے خدا تیرے کام اسباب وعلل کے محتاج نہیں ہیں تو مجھ کو اِس گروہ میں شامل کردے یا کم از کم ان کا دیدار کرنے والا ہی بنادے کہ مجھ میں دوسروں میں شامل ہونے کی طاقت نہیں، میں اِس لیے روتا ہوں کہ میری یہ الحاح وزاری قبول ہوگئی ہے۔

شیخ مجدُ الدین بغدادی خوارزمی رحمہ اللہ کے بارہ میں مولانا جامیؒ تحریر فرماتے ہیں :

" کنیت وی ابو سعید ست ونام مجدُ الدین شرف بن الموید بن ا بی الفتح بغدادی رحمه الله وی به اصل از بغداد است"۔ ۱

"ان کی کنیت ابوسعید ہے اوران کا نام مجدُ الدین شرف بن الموید بن ابی الفتح ہے اوراصل وطن بغداد ہے"۔

آپ کو علاء الدین شاہ خوارزم نے ظلماً تہمت لگا کر دریا برد کردیا تھا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ ۲

شیخ عطارؒ کی نسبت کے بارہ میں مولانا جامی نوراللہ مرقدہٗ مزید فرماتے ہیں :

" وبعضی گفته اند که وی اویسی بوده است در سخنانِ مولانا جلال الدین رومی قدس سرهٗ مذکوراست که "نور منصورؒ بعد از صد وپنجاه سال ، برروحِ فرید الدین عطارؒ تجلی کرد ومربی اوشد"۔ ۳

" اوربعض لوگ کہتے ہیں کہ شیخ فریدالدین عطارؒ اُویسی تھے۔مولانا جلال الدین رُومیؒ کے ملفوظات میں مذکور ہے کہ حضرت منصور حلاجؒ کے نور نے ڈیڑھ سو سال بعد شیخ عطارؒ پر تجلی کی اوراُن کے مربی ہوئے"۔

شیخ عطارؒ نے اپنے قصائد میں اور"اسرار نامہ" میں شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمہ اللہ کے ساتھ بھی بہت زیادہ عقیدت وارادت کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا ہے انہی سے حاصل ہوا ہے انہی کا فیض ہے۔ڈاکٹر محمد استعلامی لکھتے ہیں :

---

۱ نفحات الانس، تحقیق، تدوین، تصحیح ڈاکٹر محمود عابدی، ص ۴۲۷ ناشر: موسسہ اطلاعات تہران ۱۹۹۶ء ۲ ایضاً، ص ۴۲۹

۳ ایضاً ص ۵۹۷

''عطارؒ یکے از قصاید ونیز اسرارنامه ارادت خود رابه خواجه ابی سعید ابی الخیر رحمه الله اظهار میدارد و معتقد است که هردولت که دارم از ویافت''۔ ۱؎

''شیخ عطارؒ نے اپنے ایک قصیدہ میں اور مثنوی اسرار نامہ میں خواجہ ابوسعید ابوالخیر رحمہ اللہ سے عقیدت کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے جو دولت بھی پائی وہ اِن ہی کے ذریعہ سے پائی''۔

از دم بو سعید می دانم دولتی کاین زمان همی یابم
از مدد های او بر هر نفسی دولتی ناگهان همی یابم

مولانا جلال الدین رُومی قدس سرہٗ بھی شیخ عطارؒ کے نیازمندوں میں سے تھے۔ ایک دفعہ مولانا رومیؒ بلخ سے نیشاپور جاتے ہوئے شیخ عطارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، شیخ اُس وقت عمر رسیدہ ہو چکے تھے انھوں نے اپنی کتاب ''اسرارنامہ'' مولاناؒ کو دی جسے مولانا ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے اور حقائق ومعارف میں اِس کی اقتدا کرتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں :

گرد عطار گشت مولانا از دستِ شمس بود نوش

''مولانا شیخ عطارؒ کے گرد گھومتے رہے مگر شربت (معرفت) شیخ شمسؒ کے ہاتھ سے پیا''

ایک جگہ اور فرماتے ہیں :

عطارؒ روح بود وسنائیؒ دو چشم او ما از پی سنائی و عطار آمدیم

عطارؒ رُوح تھے اور سنائی اُن کی دو آنکھیں، ہم عطارؒ اور سنائیؒ ہی کے لیے آئے ہیں۔ ۲؎

حضرت شیخ ؒ کی عمر مبارک :

حضرت شیخؒ کی عمر مبارک عموماً ایک سو پانچ سال بتائی جاتی ہے یعنی ولادت ۵۱۳ھ اور شہادت ۶۱۸ھ اور بہت سی دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی شبہہ سے خالی نہیں کیونکہ اگر شیخؒ کی اتنی لمبی عمر تسلیم کرلی جائے تو اُن کے حالات کی تفہیم میں ابہام پیدا ہو جاتا ہے۔ حافظ محمود شیرانیؒ جیسے عظیم محقق کو آپ کی یہ عمر تسلیم کرنے میں دشواری ہوئی ہے، آپ فرماتے ہیں :

۱؎ تذکرۃ الاولیاء، دیباچہ از مؤلف ص ۳۳ ۲؎ نفحات الانس: ڈاکٹر محمود عابدی ص ۵۹۷

''شیخ عطارؒ جو کہا جاتا ہے، ۵۱۳ھ میں ولادت پاتے ہیں شیخ مجدُ الدین سے عمر میں بہت اقدم ہیں، شیخ مجدُ الدینؒ کو جو شہرت حاصل ہوئی وہ علاء الدین محمد خوارزم شاہ (۵۹۶ھ و ۶۱۷ھ) کے عہد میں ہوئی ہے۔ اب کیا عطارؒ اسّی تراسی سال کی عمر تک بے پیر رہے؟ بالخصوص ایسا شخص جو مشائخ کی صحبت کا بچپن ہی سے شیفتہ تھا۔ شیخ مجد الدینؒ ۶۱۳ھ میں قتل کیے جاتے ہیں، اپنی وفات کے وقت غالباً جوان ہی تھے۔ اب شیخ عطارؒ تصوف میں اس قدر شہرت اور تصنیفات کے باوجود اسّی سال کی عمر میں ایک جوان شخص کے مرید بتائے جاتے ہیں''۔[1]

ڈاکٹر محمد استعلامی رقم فرماتے ہیں :

'' عطارؒ به سالهای عمر خود بیش از هفتاد واند اشاره ای نکرده است و چون در سرگزشت اوبه سال ۶۱۸ھ سالِ قتل عام مغول درنیشا پور واقع شد باید ولادتش در حدودِپانصد و چهل اتفاق افتاده باشد وتاسال ۶۱۸ ھ عمر اودرحدودهفتاوتا هشتاد سال میشود دراشعارش به سالهای عمرخود از سی تا هفتاد وانداشارتی دارد ....وازطرف دگربه قرائنِ سخنان واشارات خود او شهر تش پس از روزگار سنجر سلجوقی است ومی توان گفت ولادتش در اواخر ایام سنجر بوده است عطار از سلطان سنجرومعاصران او ا گر یادی کند چون درگزشتگان نام می برد وحکایات مربوط به آن روزگاران رابه واسطه نقل می کند ۔پس ولادت عطارؒ رااز حدودِ پانصد وچهل زود ترنمی توان حدس زد ''۔ [2]

''شیخ عطارؒ کے کلام میں اُن کی عمر کے بارہ میں ستر سال یا اُس سے کچھ زائد کے علاوہ کا اشارہ نہیں ملتا اور اُن کی شہادت جو کہ ۶۱۸ھ میں نیشا پور میں، تا تاریوں کی طرف سے مسلمانوں کے قتل عام میں ہوئی اس حوالہ سے اُنکی پیدائش ۵۴۰ھ کے لگ بھگ ہوئی ہوگی اور ۶۱۸ھ تک اُن کی عمر مبارک ۷۷ یا ۷۸ سال ہوگی اور اپنے اشعار میں شیخؒ نے اپنی عمر کے متعلق ۳۰ تا ۷۰ سال کے اشارہ بھی دیے ہیں اور دیگر قرائن یہ ہیں کہ خود اُن ارشادات

---

[1] مقالاتِ شیرانی ج ۵ ص ۴۴۳،۴۴۴،۴۴۴ [2] تذکرۃ الاولیاء ڈاکٹر محمد استعلامی، دیباچہ از مؤلف ص ۳۲

کے بموجب اُن کی شہرت سلطان سنجر کے اخیر زمانہ میں ہوئی اور شیخؒ اگر سلطان سنجر یا اس کے معاصرین کا تذکرہ کرتے ہیں تو بطور گزشتگان کرتے ہیں اور اُنکے زمانہ کے حالات بالواسطہ بیان کرتے ہیں پس شیخؒ کی ولادت کا اندازہ ۵۴۰ھ سے زیادہ کا نہیں لگایا جاسکتا''۔

حضرت شیخؒ کا مسلک :

حضرت شیخؒ کے مسلک کے بارہ میں بھی ابہام پیدا کیا جاتا ہے۔ چند محققین جن میں قاضی نوراللہ شوستری اور میرزا محمد بن عبدالوہاب قزوینی سرفہرست ہیں، حضرت شیخؒ کا تشیع ثابت کرتے ہیں اور اس کے ثبوت میں حضرت شیخؒ کے چند اشعار جو سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور جملہ اہلِ بیتؓ کی مدح میں ہیں، پیش کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بزرگانِ اہلِ سنت رحمہم اللہ ہرگز سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور اہلِ بیتؓ کے فضائل کے منکر نہیں ہیں بلکہ اُن کی محبت کو جزوِ ایمان تصور کرتے ہیں۔ اس امت میں سوائے نواصب وخوارج کے کسی میں بھی سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور اہلِ بیتؓ کی مخالفت کا یارا نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور قول ہے۔

اِنْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضِیّ

''اگر اہلِ بیت کی محبت رفض ہے تو جن و اِنس گواہ رہیں میں رافضی ہوں''۔[1]

ڈاکٹر محمد استعلامی نقل کرتے ہیں :

"چنانکه ظواهر آثار گواهی میدهد او مذهب اهلِ سنت داشته است ۔ اظهار عشق وعلاقه آتشین به خلفاء سه گانه ومدح وستائش شافعی وابو حنیفه درمثنوی خسرونامه، وتکریم ائمه سنت درتذکرة الاولیاء دلیلی است ظاهر وغیر قابل انکار ، اندوزهای عطارؒ به متعصبان که درآ نها روی سخن با شیعان است" ۔[2]

''جیسا کہ آثار ہمیں بتاتے ہیں کہ ان کا مسلک اہلِ سنت تھا اور خسرونامہ میں خلفاء ثلاثہ کے ساتھ جو عشق اور زبردست تعلق نیز امام ابوحنیفہؒ وامام شافعیؒ کی مدح وستائش کا اظہار کیا ہے اور تذکرۃ الاولیاء میں ائمہ اہلِ سنت کی جو تکریم آتی ہے وہ اس بات کی نا قابلِ انکار دلیل ہے کہ وہ متعصبین کو مشورہ دیتے ہیں اور ان کا روئے سخن اہلِ تشیع کی طرف ہے۔''

---

[1] الامام زید (عربی) للامام ابُوزھرہؒ ص ۲۵۰ [2] تذکرۃ الاولیاء ڈاکٹر محمد استعلامی، دیباچہ از مؤلف ص ۳۵

یا پھر اُن کا تشیع ثابت کرنے کے لیے اُن کی طرف منسوب کتاب ''لسان الغیب'' کے مندرجات سے مدد لی جاتی ہے جس کے بارہ میں حافظ محمود شیرانیؒ فرماتے ہیں :

''لسان الغیب'' کے دو نسخے میرے ہاتھ آئے ان کے مطالعہ کے بعد میں بدستور اپنی رائے پر قائم ہوں کہ لسان الغیب اُسی شیعہ مصنف کی تالیف ہے جس نے ''مظہر العجائب'' لکھی ہے اور عطارؒ کی نسبت اس کا انتساب ایک ناپاک افتراء ہے''۔ ۱

آپ مزید لکھتے ہیں :

'' معلوم ایسا ہوتا ہے کہ لسان الغیب کے مصنف نے اپنی شیعیت کے اظہار میں ایک کتاب مظہر العجائب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام پر لکھی تھی''۔ ۲

مزید فرماتے ہیں :

'' اب اس کو شیخ عطارؒ کی طرف منسوب کرنا جو مذہب سنت و جماعت کے پیرو ہیں جیسا کہ اُن کی تصنیفات سے ظاہر ہے میں کہتا ہوں سخت ظلم ہے''۔ ۳

مزید لکھتے ہیں :

''مذہباً سنت و جماعت ہیں اور ظن غالب ہے کہ حنفی ہیں قریب قریب اپنی ہر تصنیف میں اصحاب اربعہ کی مدح میں قلم اُٹھایا ہے۔ قاضی نور اللہ شوستری اور میرزا محمد بن عبدالوہاب قزوینی ان کو شیعہ تسلیم کرتے ہیں لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ محض ایسی تالیفات پر مبنی ہے جو بعد میں شیخ عطارؒ کی طرف منسوب کی گئیں ہیں ورنہ عطارؒ نے ایک سے زیادہ موقع پر اصحاب ثلاثہ کے مخالفوں کی تشنیع کی ہے۔

دوئی باشد کجا درچار ای خام — یکی بینی در آغاز ودر انجام
گراین هرچهار راباهم نداری — تو یك عالم زدوعالم نداری

(خسرو نامہ ص ۴۱، ۴۲ طبع ثمر ہند) ۴

مقالات محمود شیرانی کے فاضل مرتب جناب مظہر محمود شیرانی مقالات کے حاشیہ میں پروفیسر سعید نفیسی

---

۱ مقالات شیرانی ج ۵ ص ۴۴۰ ۲ ایضاً ۳ مقالاتِ شیرانی ج ۵ ص ۴۴۲ ۴ مقالاتِ شیرانی ج ۵ ص ۴۵۸، ۴۵۹

ایرانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔

''مؤلف مجالس المومنین که بشیعه تراشی معروف است کو شید است که عطار را هم شیعه کند...............بعضی از مثنوهای او که اخیراً درطهران چاپ کرده اند گویا عمداً مناقب سه خلیفه نخست را حذف کرده اند۔ (صفحہ ۸۰،۸۱، احوال و آثار عطارؒ پروفیسر سعید نفیسی)''۔ (مقالاتِ شیرانی ج۵ ص ۴۵۸، ۴۵۹)

''مؤلف مجالس المومنین (قاضی نوراللہ شوستری) شیعیت تراشنے میں بہت معروف ہیں۔ انھوں نے کوشش کی ہے کہ عطارؒ کو بھی شیعہ بنادیا جائے.................عطارؒ کی بعض مثنویاں جو بعد میں تہران میں طبع ہوئیں اُن میں سے گویا جان بوجھ کر خلفاء ثلاثہ کے مناقب ومحاسن حذف کردیے گئے ہیں''۔ (جاری ہے)

وفیات

خادم الحرمین الشریفین کا حادثۂ وفات

مملکتِ عربیہ سعودیہ کے فرمانروا خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آلِ سعود ۲۴ر جمادی الاُخریٰ ۱۴۲۶ھ/ یکم اگست ۲۰۰۵ء بروز پیر ریاض کے کنگ فیصل ہسپتال میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. شاہ فہد مرحوم تیئس سال ایک ماہ اور اٹھارہ دن تک سعودی عرب کے فرمانروا رہے، آپ کا طویل دورِ حکومت سعودی حکومت کا تابناک دور کہلاتا ہے۔شاہ فہد مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، آپ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ اپنے لیے ''خادم الحرمین الشریفین'' کا لقب پسند کرتے تھے اور اپنے آپ کو خادم الحرمین الشریفین کہلاتے تھے، سچ یہ ہے کہ یہ لقب آپ کو زیب بھی دیتا ہے کیونکہ آپ نے حرمین شریفین کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے، آپ کے دورِ حکومت میں حرمین شریفین کی بے مثال توسیع و تزئین ،قرآن پاک کی نشرو اشاعت ، اور حُجاج وزائرین کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنا اور اُن کی راحت وآرام کا خیال رکھنا آپ کے سنہری کارناموں میں شمار ہوتا ہے۔

آپ ایک ایسی سرزمین کے فرمانروا تھے جو اہلِ ایمان کی عقیدتوں کا مرکز اور اُن کے ایمان ویقین کا منبع ہے، اسی لیے دنیا بھر کے مسلمان آپ سے عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے اپنے دورِ حکومت میں ملکی ترقی کے لیے بے مثال خدمات انجام دیں اور امن وامان کی بحالی کے لیے بہترین اقدامات کیے، لیکن بایں ہمہ آپ کے دورِ اقتدار میں کچھ اقدامات ایسے بھی ہوئے جنہیں اُمتِ مسلمہ نے تحسین کی نظر سے نہیں دیکھا مثلاً آپ کے دورِ اقتدار میں امریکن پالیسیوں کا اجراء ہوا، امریکی فوج کا تسلط ہوا، سلفیت کے نام پر اباحیت کو فروغ ملا، وہ لوگ جن کے سرغنہ شاہ خالد مرحوم کے دورِ اقتدار میں مرتد کہلا کر مار دیئے گئے تھے، اُن کی باقیات کو کُھل کھیلنے کا موقع دیا گیا۔حرمین شریفین کی یونیورسٹیوں سے ایسے لوگوں کو ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں دی گئیں جنہوں نے اکابر اعلام پر کیچڑ اُچھالا اور کھل کر اُن کی تضلیل وتفسیق کی ۔حرمین شریفین میں دعوت وارشاد کے نام پر ایسے لوگوں کو مسلط کیا گیا جو ائمہ مجتہدین بالخصوص امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اُن کی فقہ کے مخالف بلکہ دشمن ہیں

اور اِن کے متبعین کو کافر و مشرک بناتے نہیں تھکتے ،اُن کی نمازوں اور ارکانِ حج کو برباد کرتے ہیں۔ بہر حال اَلْاِنْسَانُ یُسَاوِقُ الْخَطَأَ وَالنِّسْیَانُ کے تحت بشری کمزوریوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ہمیں اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دینی خدمات کے صلہ میں آپ کے ساتھ اپنے فضل و کرم کا معاملہ فرمائیں گے اور آپ کی لغزشات کو معاف فرماتے ہوئے اپنی رضا و رضوان سے نوازیں گے۔

شاہ فہد مرحوم کی وفات کے بعد اُن کے بھائی ولی عہد شہزادہ عبداللہ کو بالاتفاق سعودی عرب کا فرمانروا مقرر کردیا گیا ہے، ہم سعودی عرب کے نئے فرمانروا شاہ عبداللہ کے لیے نیک تمناؤں اور اچھے جذبات کے ساتھ یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پیشرو کی اچھی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے مسلمانانِ عالم کے جذبات واحساسات کا خیال رکھیں گے اور کوئی قدم ایسا نہیں اُٹھائیں گے جس سے اہلِ اسلام کے جذبات کو ٹھیس پہنچے، اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ شاہ فہد مرحوم کی مغفرت فرمائے اور شاہ عبداللہ کی نصرت و مدد فرمائے۔

انقلابی شاعر جناب سید امین گیلانی ؒ کا سانحۂ ارتحال

۴/اگست کو پاکستان کے نامور انقلابی شاعر جناب سیّد امین گیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حرکتِ قلب بند ہوجانے سے وفات پاگئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. مرحوم ساری زندگی حق گوئی کا فریضہ ادا کرتے رہے اور باطل کو للکارتے رہے۔مرحوم کی شاعرانہ صلاحیتوں کا محور ختم نبوت اور علماء دیوبند تھے۔اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو بہت اعلیٰ فکر عطا فرمائی تھی۔آپ کی شاعری حقیقت شعار تھی جو آنے والی نسلوں کے لیے روشن منار ثابت ہوگی۔

گزشتہ سے پیوستہ ماہ جامعہ مدنیہ میں بانی جامعہ کی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو جلسہ منعقد ہوا تھا اس میں سید امین گیلانی ؒ نے حضرت ؒ کی مدح میں ایک نظم پیش کی تھی جس کا پہلا شعر اس طرح تھا :

مدت تک ایسا صاحبِ عرفاں نہ ملے گا حامد میاں سا اب کوئی انسان نہ ملے گا

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند ترین درجات عطا فرمائے ۔اُن کے پسماندگان بالخصوص اُن کے جانشین بے بدل شاعر سیّد سلمان گیلانی صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔اہلِ ادارہ اُن کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

گزشتہ ماہ جامعہ مدنیہ جدید کے بہی خواہ محترم پروفیسر کریم الدین صاحب کی خوش دامن صاحبہ اور ڈاکٹر شاہد کریم صاحب کی نانی صاحبہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. مرحومہ بہت نیک دل خاتون تھیں ، راہِ خدا میں دل کھول کر خرچ کرتی تھیں ۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اوران کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۱راگست کو جناب محمد یوسف غوری چیئرمین ''دی پاکستان تھیڑ'' کی والدہ محترمہ طبیعت کی ناسازی کے سبب جناح ہسپتال کراچی میں زیرِ علاج رہنے کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جاملی۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. مرحومہ بہت نیک دل خاتون تھیں ۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اوران کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔آمین۔

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔(ادارہ)

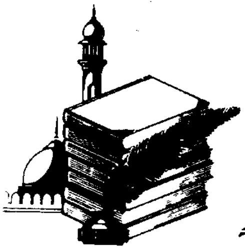

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : معارفِ مدنیہ (جلد : ۱-۲-۳)

افادات : حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

مرتب : مولانا طاہر حسن امروھویؒ

صفحات : جلداول ۴۷۷، جلد دوم ۷۹۶، جلد سوم ۷۸۲

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : مجلس یادگار شیخ الاسلام پاکستان، کراچی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ حضرت اقدس گنگوہیؒ کے خلیفۂ ارشد، حضرت شیخ الہندؒ کے تلمیذ اجل، تحریکِ آزادیِ ہند کے نامور قائد، مدینۂ منورہ کے شیخ الحرم اور دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث تھے۔ آپ کی صدارتِ تدریس کے تیس سالہ دور میں تقریباً چار ہزار تشنگانِ علم نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ کے فیض کو لے کر دُنیا کے کونے کونے میں پہنچے، آپ دارالعلوم میں بخاری و مسلم کا درس دیتے تھے، ہر سال طلباء کی ایک خاصی تعداد آپ کی درسی تقریریں پابندی سے نوٹ کرتی تھی، آج ہندوستان و پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں میں کئی سو کی تعداد میں آپ کی منضبط تقریریں موجود ہیں۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کے ایک خاص شاگرد مولانا طاہر حسن صاحب امروھوی رحمہ اللہ نے بھی آپ کی ترمذی شریف کی تقریر اُردو میں نوٹ کی تھی، جو معارفِ مدنیہ کے نام سے ۱۴ حصوں میں ہندوستان سے شائع ہوئی تھی، اس وقت ہمارے پیشِ نظر یہی ''معارف مدنیہ'' ہے جسے ہمارے مخدوم و محترم حضرت قاری شریف احمد صاحب

دامت برکاتہم نے بڑے اہتمام کے ساتھ نئی کتابت کروا کر تین ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے۔

کتاب کا انداز کچھ اس طرح سے ہے کہ اوپر جلی قلم باب قائم کیا گیا ہے اس کے نیچے حدیث شریف اور اس کا ترجمہ دیا گیا ہے اور اس کے ذیل میں حضرت شیخ الاسلام کے افادات کو درج کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ابواب الطھارۃ سے شروع ہو کر باب ماجاء فی تحریم الصلٰوۃ وتحلیلیھا پر ختم ہوتی ہے، دوسری جلد باب فی نشر الاصابع عندالتکبیر سے شروع ہو کر باب النھی عن المسئلۃ پر ختم ہوتی ہے اور تیسری جلد کتاب الصوم سے شروع ہو کر باب الطّیرۃ پر ختم ہوتی ہے۔ اس طرح ترمذی شریف جلد اول کے معتد بہ حصہ کی شرح ان تین جلدوں میں آ گئی ہے۔ کاش کہ ترمذی جلد دوم کے افادات بھی اِسی انداز سے شائع ہو جاتے تو یہ ایک عظیم شرح کا کام دیتے جس سے وابستگانِ علم حدیث کما حقہ فائدہ اُٹھاتے بہر حال مَالَایُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ کے اصول کے تحت جتنی شرح بھی شائع ہو گئی ہے غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحبِ افادات، مرتب اور ناشر سب کو جزاء خیر مرحمت فرمائے، علماء وطلباء کو اِس شرح سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔

۞

نام کتاب : ماہنامہ حق چار یارؓ (اشاعتِ خاص قائدِ اہلِ سنت نمبر)

ترتیب وتدوین : مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی

صفحات : ۱۳۸۴

سائز : ۲۰×۲۶/۸

ناشر : دفتر ماہنامہ حق چار یار، اچھرہ لاہور

قیمت : /۳۰۰ رعایتی

ماہنامہ ''حق چار یار'' تحریکِ خدام اہلِ سنت کا ترجمان ہے جو تقریباً اٹھارہ برس سے دفاع عن الحق کا فریضہ انجام دے رہا ہے، یہ رسالہ وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی سرپرستی میں نکلتا تھا اور اِس میں آپ کے نوع بنوع اور وقیع مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی حیات میں اِس رسالہ کے بہت سے ضخیم نمبر بھی شائع ہوئے جو اپنی

افادیت کی بناء پر مقبولِ عام ہوئے۔ اِس وقت ہمارے پیش نظر اِس رسالہ کا قائد اہلِ سنت نمبر ہے جو اپنی ضخامت کے لحاظ سے تمام نمبروں سے بڑھا ہوا ہے، اس ضخیم نمبر میں تفصیل کے ساتھ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے احوال و آثار پیش کیے گئے ہیں۔ مرتب نے قائد اہلِ سنت نمبر کو چودہ ابواب میں منقسم کیا ہے جو درج ذیل ہیں (۱) آغازِ سخن (۲) تعزیتی خطوط (۳) ہمارے باباجیؒ (۴) منتخب مکاتیب (۵) مقالات و مضامین (۶) یادگار قراردادیں (۷) منظوم خراجِ عقیدت (۸) آئینہ تحاریر (۹) آئینہ تصاویر (۱۰) منظوم کلام (۱۱) معاصر اخبارات وجرائد کا خراجِ تحسین (۱۲) اخباری بیانات (۱۳) تاریخ ہائے وفات و وِلادت (۱۴) مکتوباتِ اکابر۔ ان ابواب کے تحت حضرت قاضی صاحبؒ کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ تقریباً ایک صدی کی تاریخ کے بہت سے نایاب گوشے سامنے آگئے ہیں، اس حوالے سے مرتب موصوف کی کوشش قابلِ قدر ہے اور وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ دو ایک باتوں کی طرف توجہ ضروری ہے، اول یہ کہ اس ایڈیشن میں بھی پروف ریڈنگ صحیح طور پر نہیں ہوسکی جس کی وجہ سے کتابت کی بہت سی اغلاط رہ گئی ہیں آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کی درستگی کی طرف توجہ کی جائے، دوم یہ کہ ٹائیٹل پیج کے ساتھ حضرت قاضی صاحبؒ کی سند کا عکس دیا گیا ہے اور اس کے نیچے لکھا گیا ہے ''دارالعلوم دیوبند کی طرف سے عطا کی گئی سند''۔ اس کی تصحیح کی بھی ضرورت ہے اس لیے کہ یہ سند دارالعلوم دیوبند کی نہیں ہے بلکہ یہ تو وہ سند ہے جو شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کی طرف سے آپ کے خواص تلامذہ کو اُن کی طلب پر دی جاتی تھی، بہرحال قائدِ اہلِ سنت نمبر مجموعی حیثیت سے نہایت ہی عمدہ کاوش ہے اور تذکرہ و سوانح سے تعلق رکھنے والے حضرات کے لیے خاصہ کی چیز ہے۔

❁

نام کتاب : شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ ایک سوانحی و تاریخی مطالعہ

تصنیف : سیّد فرید الوحیدیؒ

صفحات : ۸۶۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : شعبہ نشر و اشاعت، جامعہ دارالعلوم، ملتان

زیرِ تبصرہ کتاب شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی ؒ کے حالاتِ زندگی پر لکھی جانے والی کتب میں سب سے ضخیم کتاب ہے اوراس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مصنف سیّد فرید الوحیدیؒ رشتہ میں صاحبِ سوانح حضرت مدنیؒ کے پوتے لگتے ہیں اور ''صاحبُ البیت ادرٰی بما فیہ'' مشہور محاورہ ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب حضرت مدنیؒ کی شخصیت وکردار سے متعلق ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، یہ کتاب پہلے ہندوستان میں طبع ہوئی تھی پھر لاہور میں مکتبہ محمودیہ کی طرف سے شائع کی گئی، اب اس کا تیسرا ایڈیشن ملتان سے شائع کیا گیا ہے۔اس ایڈیشن کے شروع میں مصنفؒ کے حالات بھی درج کردیے گئے ہیں، اس لحاظ سے یہ ایڈیشن سابق ایڈیشنز سے ممتاز ہوگیا ہے، کتابت وطباعت عمدہ ہے۔حضرت مدنیؒ کے متوسلین کے لیے خصوصاً اور تاریخ سے وابستہ حضرات کے لیے عموماً یہ کتاب ایک قابلِ قدر کاوش ہے جس سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔

نام کتاب : القاری

مرتب : قاری حبیب الرحمٰن

صفحات : ۳۳

شمارہ : جون ۲۰۰۵ء

زیرِ تبصرہ رسالہ ''ماہنامہ القاری'' کا اُنیسواں شمارہ ہے، اس شمارہ میں مدیر کی جانب سے تحریر کردہ مضمون ''محفلِ قرأت'' پڑھنے کے قابل ہے۔اس مضمون میں موصوف نے محفلِ قراءت کی تاریخ، اکابر کا معمول اور اُن کی محافلِ قراءت کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں منعقد کی جانے والی محافلِ قراءت میں بہت سی کوتاہیوں کی نشاندہی کی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ تلاوت وقراءتِ قرآن ایک نہایت ہی پاکیزہ اور مبارک عمل ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت زیادہ اجروثواب کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن یہ اُسی وقت ہے جبکہ پڑھنے والے کی نیت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اُس کی رضا ہو، اور جس پڑھنے والے کی نیت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا ہوتی ہے اُس کے پڑھنے سے خشیتِ خداوندی جھلکتی ہے جس کا دوسروں پر اثر پڑتا ہے۔جلیل القدر تابعی حضرت طاؤس بن کیسانؒ فرماتے ہیں ان من احسن الناس قراءۃً الذی اذا سمعتہ یقرأ حسبتہ انہ یخشی اللّٰہ (کتاب الآثار ص ۵۱) سب

سے اچھی قراءت اس شخص کی ہے کہ جب تم اُسے قراءت کرتے سنو تو تمہیں محسوس ہو کہ اِس شخص پر خشیتِ خداوندی طاری ہے۔ ہمارے اکابر کا حال یہی تھا، کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ جامع مسجد حاجی رحمت اللہ نئی انارکلی لاہور میں ایک محفل قراءت انتہائی سادگی کے ساتھ منعقد ہوئی، اِس محفلِ قراءت میں اکابر قراء کرام مثلاً حضرت قاری شریف صاحب، حضرت قاری اظہار احمد صاحب تھانوی، حضرت قاری حسن شاہ صاحب بخاری، حضرت قاری ذاکر صاحب، حضرت قاری شاکر صاحب وغیرہم شریک تھے۔

اس محفل میں حضرت قاری ذاکر صاحب نے اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ کی تلاوت شروع کی، تلاوت نہایت اثر انگیز تھی۔ خطیبِ مسجد حضرت مولانا ابراہیم صاحبؒ نے حضرت قاری اظہار احمد صاحبؒ سے گزارش کی کہ حضرت آپ تلاوت کے ساتھ ان آیات کا ترجمہ بھی بیان کرتے چلیں۔ یقین کیجیے کہ لوگ تلاوت اور ترجمہ سن کر اپنے پر قابو نہ رکھ سکے اور زار و قطار رونے لگے۔ اس محفلِ قراءت کو اگرچہ سالہا سال بیت چکے ہیں لیکن اس محفل کا اثر دل سے نہیں جاتا، اگر ایسی محفلِ قراءت اب بھی ہوں تو کیا کہنا، لیکن اب جو محافل قراءت منعقد کی جاتی ہیں اُن میں اِس قدر خرابیاں اور مفاسد ہوتے ہیں کہ ان میں شرکت کرنا گناہ محسوس ہوتا ہے۔

بہت سے قراء کی وضع قطع شریعت کے خلاف ہوتی ہے۔ بہت سے قراء بہت بھاری معاوضہ طلب کرتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ اُن کی نیت خالص رضاءِ خداوندی نہیں ہوتی۔ بہت سے قراء پورا پورا پروٹوکول چاہتے ہیں جو اخلاص کے منافی ہے۔ بہت سی محافل قراءت میں بے جا اسراف کیا جاتا ہے جو شرعاً مذموم ہے۔ بہت سی جگہ مووی بنتی ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔ ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ محفل قراءت رات گئے جاری رہتی ہے اور سُننے والے محفل سے فارغ ہو کر سو جاتے ہیں اور فجر کی نماز قضا کر دیتے ہیں جو نیکی بر باد گناہ لازم کے مترادف ہے۔ ایک خرابی بعض جگہ یہ بھی ہوتی ہے کہ لاؤڈ سپیکر کا بے جا استعمال کیا جاتا ہے جس سے پاس پڑوس کے لوگوں کو اذیت ہوتی ہے اور ایذاء مسلم حرام ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی خرابیاں اور مفاسد اِن محافل میں شامل ہو گئے ہیں۔ محافل کرانے والوں کو چاہیے کہ یا تو اپنی محافل کو ان خرابیوں سے پاک کریں یا پھر ایسی محافل کا انعقاد موقوف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ قاری حبیب الرحمٰن صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اکابر کی روایات کا خیال کرتے ہوئے بروقت اِن محافل کی قباحتوں کی نشاندہی کی اور اِن کا علاج بتلایا۔ اہلِ مدارس کو چاہیے کہ وہ قاری صاحب موصوف کے اس مضمون کو دیدۂ بصیرت سے پڑھیں اور ان محافل کی اصلاح کی مقدور بھر کوشش کریں۔ ✪ ✪ ✪

عالمی خبریں

امریکی سائنسدانوں نے نواڈا ٹیسٹ مرکز میں پوری دنیا میں موجود کرنٹ سے ۴ گنا زیادہ کرنٹ پیدا کرلیا

لاس ویگاس (اے پی پی) امریکی ریاست نیومیکسیکو میں ایٹمی توانائی اور بجلی کے ماہر سائنسدانوں نے نواڈا ٹیسٹ مرکز میں کرنٹ کی بہت بڑی مقدار پیدا کرنے کا دعوٰی کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی پیدا کردہ کرنٹ کی مقدار پوری روئے زمین پر پائے جانے والے کرنٹ کی مقدار سے بھی چار گنا زیادہ ہے۔ نیشنل نیوکلیئر سکیورٹی ایڈمنسٹریشن نے بتایا کہ نیومیکسیکو میں لاس الموس نیشنل لیبارٹی اور نواڈا ٹیسٹ سائٹ کے عملہ نے اٹلس پلسڈ پاور کے ادارہ میں زوردار اور انتہائی طاقتور جنریٹر میں ایلومینیم کے سلنڈر نما بالکل چھوٹے سائز کے گولہ کو سیکنڈ سے بھی انتہائی کم وقت کے لیے چلایا جس سے تقریباً ۱۹ ملین ایمپیئر کرنٹ پیدا ہوا۔ سائنسدانوں نے مستقبل میں بجلی کی ضروریات کو پورا کرنے میں اسے بڑی اہم کامیابی قرار دیا ہے۔ سائنسدانوں نے بہت زیادہ مقدار میں بجلی پیدا کرنے کا یہ تجربہ ایٹمی ہتھیاروں کو مزید بہتر طور پر سمجھنے کے سلسلہ میں کیا تھا۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۹/ جولائی ۲۰۰۵ء)

❁ ❁ ❁

نومنتخب ایرانی صدر اور اسرائیلی وزارتِ خارجہ میں رابطہ ہوا، اسرائیلی اخبار کا دعوٰی

نظارت (آن لائن) نومنتخب ایرانی صدر محمود احمدی نژاد اور اسرائیلی وزارتِ خارجہ کے درمیان پہلے رابطہ کا انکشاف ہوا ہے جس کے مطابق نژاد نے امریکہ میں مقیم جلاوطن ایرانی نژاد یہودیوں سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اسرائیلی روزنامے میں وزارت خارجہ کے ذرائع سے شائع رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ نومنتخب ایرانی صدر کا یہ خفیہ پیغام لاس اینجلس میں اسرائیلی قونصل جنرل نے تل ابیب کو ارسال کیا ہے جس پر اسرائیلی وزارتِ خارجہ کے حکام نے شدید حیرانگی کا اظہار کیا۔ ایرانی صدر ۱۵/ ستمبر کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیے امریکہ روانہ ہوں گے اور اپنے دورہ کے دوران لاس اینجلس کے اُن یہودیوں سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں جو

انقلاب کے بعد ایران سے چلے گئے تھے۔ ملاقات کے معاملات کو حتمی شکل دینے کے لیے اقوام متحدہ میں ایرانی سفیر نے یہودی کمیونٹی کے رہنماؤں سے بھی ملاقات کی ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۹؍ جولائی ۲۰۰۵ء)

برطانیہ میں مسلمانوں پر حملوں میں چھ سو گنا اضافہ ہوگیا

لندن (اے پی پی) گزشتہ ماہ کی سات تاریخ کو لندن میں ہونے والے بم دھماکوں کے بعد مذہبی منافرت میں چھ سو فیصد اضافہ ہوا۔ اس منافرت میں مساجد پر حملے، جائیدادوں کو نقصان اور جسمانی وزبانی حملے شامل ہیں۔ ۷؍ جولائی کے بعد مذہبی منافرت کے ۲۶۹ کیس درج ہوئے جبکہ اس کے مقابلے میں گزشتہ ڈیڑھ سال میں صرف ۴۰ کیس رجسٹر ہوئے تھے۔ گزشتہ ماہ سے اب تک دارالحکومت لندن میں مذہبی منافرت کے ۶۸ جرائم ہوئے۔ سکاٹ لینڈ یارڈ کے اسسٹنٹ کمشنر کے مطابق اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسلم برادری کے خلاف لوگوں کے منفی رویے میں اضافہ ہوا ہے۔ بی بی سی کے مطابق پولیس نے بتایا کہ ۷؍ جولائی کو ٹیوب ٹرینوں اور ایک بس پر حملوں کے بعد عام مسلمانوں سے نفرت کی بناء پر حملوں میں بہت اضافہ ہوگیا ہے۔ پولیس نے بتایا کہ مسلمانوں پر حملوں میں گزشتہ سال کے مقابلے میں چار گنا اضافہ ہوا ہے اور پولیس کے مطابق دوسوستر وارداتیں ہوچکی ہیں جن میں گالی گلوچ کے علاوہ معمولی مار پیٹ اور گھروں اور مسجدوں کو نقصان پہنچانے تک سبھی باتیں شامل ہیں۔ لندن کے اسسٹنٹ پولیس کمشنر طارق غفور نے بتایا ہے کہ ۷؍ جولائی کے حملوں کے بعد صرف پہلے تین روز میں مسلمانوں کے خلاف اڑسٹھ ایسے حملے ہوئے۔ انہوں نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ ان حملوں کی وجہ سے مسلمان کہیں پسپائی نہ اختیار کرلیں اور پولیس کے ساتھ اس وقت تعاون نہ کریں جبکہ ان کے تعاون کی سخت ضرورت ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۴؍ اگست ۲۰۰۵ء)

اخبار الجامعہ

﴿ مرتب : عبدالرشید براہوی، متعلم جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

حضرت مولانا سیّد محمود میاں مدظلہم (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) کی سکردو میں آمد :

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب ۱۰؍اگست کی شام کو سکردو کے لیے روانہ ہوئے۔ ۱۱؍اگست ۲۰۰۵ء کو حضرت طالب علم عبدالرشید براہوی کے ہمراہ ۱۱؍بجے دن سکردو ائر پورٹ پر اُترے۔ ائر پورٹ پر مفتی سرور احمد صاحب صدر مدرس جامعہ اسلامیہ اور حافظ محمد عمر صاحب مہمانِ گرامی کو لینے آئے ہوئے تھے۔ وہاں سے جامعہ اسلامیہ سکردو کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۲؍بجے جامعہ میں پہنچے تو علماء کرام اور طلبہ منتظر پائے، جن میں مولانا ابراہیم خلیل صاحب ناظم جامعہ اسلامیہ، حافظ محمد بلال صاحب زبیری، مفتی شریف اللہ صاحب وغیرہ تھے۔ جامعہ کی سوختہ عمارت کو دیکھ کر حضرت بہت افسردہ ہوئے۔ کھانے اور نماز ظہر سے فارغ ہو کر شام ساڑھے چار بجے ''اسلامی اکیڈمی'' تشریف لے گئے وہاں ہی نماز عصر ادا کی، وہاں سے سدپارہ جھیل تشریف لے گئے کچھ دیر وہاں رہے بعد ازاں واپسی ہوئی۔ رات جامعہ کی طرف سے عشائیہ تھا جس میں مقامی علماء کرام بھی تھے۔ اِسی دوران مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ ۱۲؍اگست کو صبح کا ناشتہ قاری غلام حیدر صاحب کے ہاں تھا وہاں سے فارغ ہو کر واپس جامعہ اسلامیہ میں تشریف لائے، بعد ازاں حضرت نے جمعہ کا خطبہ مرکزی جامع مسجد اہلِ سنت کشوباغ میں دیا جس میں اسلام کی حقانیت اور جدید سائنس کے دلچسپ موضوع پر مدلل خطاب ہوا۔ جمعہ کے بعد حافظ محمد عمر صاحب کے ہاں تشریف لائے، وہیں دوپہر کے کھانے کا اہتمام تھا، بعد از ظہرانہ واپس جامعہ تشریف لے آئے۔

رات کو حضرت کے اعزاز میں حضرت مولانا کثیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر قاری غلام رسول صاحب کی طرف سے عشائیہ کا اہتمام تھا۔ ۱۳؍اگست کی صبح کو ناشتہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب (شاگردِ رشید حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ و فاضل جامعہ مدنیہ) کے گھر فرمایا، پھر ضلع گانچھے کے صدر مقام خپلو کے لیے عازم سفر ہوئے۔ خپلو سے کچھ پہلے ''براہ'' پہنچنے پر جامعہ صدیقیہ کے علماء کرام ملازمین اور طلباء دیدہ و دل فرشِ راہ کیے ہوئے تھے، مختصر قیام کے بعد خپلو گئے جو کہ گانچھے کا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہے وہاں مکتبہ رشیدیہ اور مرکزی

جامع مسجد اہلِ سنت خپلو میں کچھ دیر رُکے پھر ''چخ چن خانقاہ'' دیکھنے تشریف لے گئے اور وہیں قریب میں مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر کے ہاں بھی تھوڑی دیر کے لیے رُکے، واپسی پر ''براہ'' میں جامعہ صدیقیہ میں نماز ظہر ادا کی اور کھانے کے بعد علماء سے تفصیلی بات چیت ہوئی اور واپسی سکردو کے لیے عازم سفر ہوئے ،اور رات جامعہ اسلامیہ میں گزری۔ ۱۴راگست کو صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر ائر پورٹ تشریف لے گئے مگر بہت زیادہ رش کی وجہ سے سیٹ بُک نہ ہو سکی تھی اس لیے روانگی نہ ہو سکی، واپس جامعہ تشریف لائے۔ رات کو عشائیہ کا اہتمام بابو غلام محمد صاحب کی طرف سے تھا، وہ رات بھی جامعہ میں ہی گزری۔ ۱۵راگست کا ناشتہ مولانا حق نواز صاحب کے ہاں تھا، ناشتہ کے بعد اسلام آباد جانے کے لیے ائیر پورٹ تشریف لے گئے۔ اسلام آباد میں مختلف دوست واحباب سے ملاقات کے بعد اسی دن رات ساڑھے بارہ بجے بخیریت واپسی ہوئی۔

۱۹رجولائی سے ہمدرد دواخانہ کی طرف سے جناب حکیم عبدالرؤف صاحب ہر منگل کو جامعہ کے طلباء کے علاج معالجہ کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ ہمدرد دواخانہ کی طرف سے طلباء کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔

۲راگست کو حضرت مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر مدظلہم العالی دوپہر ۱۲ربجے اچانک جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے، ختم مشکوٰۃ شریف کرایا اور دُعا کرائی۔

۴راگست کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے جامع مسجد جلال ؒ نوناریاں لاہور میں جمعۃ المبارک کے آغاز کے موقع پر ''تعمیر مسجد کی فضیلت اور ہماری ذمہ داری'' کے موضوع پر بیان کیا۔

۲۰راگست کو مولانا منظور احمد صاحب نعمانی مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر رحیم یار خاں سے تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے مختلف اُمور گفتگو فرمائی۔

۲۷، ۲۸، ۲۹راگست کو جامعہ کے سالانہ امتحانات ہوئے، نیز ۲۹راگست کو الوداعی دُعا ہوئی اور جامعہ کی سالانہ تعطیلات کا آغاز ہو گیا۔ وہ طلباء جنھوں نے وفاق المدارس کے امتحانات میں شرکت کرنی ہے، جامعہ میں مقیم ہیں۔

وفاق کے امتحان ۳ستمبر سے ۸ستمبر تک ہوں گے۔ ۱۰ستمبر سے دورہ صرف نحو کا آغاز ہوگا۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہ طلباء کو دورۂ صرف ونحو کرائیں گے، انشاء اللہ۔